ارشاد باری تعالیٰ

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ ۔

﴿سورۃ الشوریٰ:41﴾

ترجمہ: اور بدی کا بدلہ، کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 49

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

12 جمادی الثانی 1447 ہجری قمری ❁ 04 فتح 1404 ہجری شمسی ❁ 04 دسمبر 2025ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 نومبر 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

نیک آدمی وہ ہے جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں

فرمودات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آیت قرآنی اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

دوسری قسم ان اخلاق کی (ہے) جو ایصال خیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلا خلق ان میں سے عفو ہے یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا۔ اس میں ایصال خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو بھی ضرر پہنچایا جائے، سزا دلائی جائے، قید کرایا جائے، جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے۔ پس اس کو بخش دینا اگر بخش دینا مناسب ہو تو اس کے حق میں ایصال خیر ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تعلیم یہ ہے: وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: ۱۳۵) جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُهَا فَمَنۡ عَفَا وَ أَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ: ۴۱) یعنی نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہوں کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو یعنی عین عفو کے محل پر ہو، نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پائے گا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہیں کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دی جائے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا ہے۔ پس مجرم کے حق میں اور نیز عامہ خلائق کے حق میں جو کچھ فی الواقع بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے۔ بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے توبہ کرتا ہے اور بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھوں کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو۔ بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات میں ہے آیا بخشنے میں یا سزا دینے میں پس جو امر محل اور موقع کے مناسب ہو وہی کرو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۲، ۳۵۱)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ یُوۡسُفَ أَخۡبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ عَنۡ سَعِیۡدِ بۡنِ الۡمُسَیَّبِ عَنۡ أَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیۡسَ الشَّدِیۡدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِیۡدُ الَّذِیۡ یَمۡلِكُ نَفۡسَهُ عِنۡدَ الۡغَضَبِ

(بخاری کتاب الآداب، الحذر من الغضب 6114)

عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دیا کرے۔ مضبوط وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر غصے کے وقت قابو رکھتا ہے۔

❁❁❁

تفسیر کبیر سے اقتباس

جب کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہو تو تم یہ دیکھو کہ کیا سزا دینے میں اُس کی اصلاح ہو سکتی ہے یا معاف کرنے میں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النور کی آیت نمبر 23 وَلَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَالسَّعَۃِ اَنۡ یُّؤۡتُوۡۤا اُولِی الۡقُرۡبٰی وَالۡمَسٰکِیۡنَ وَالۡمُهٰجِرِیۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۪ۖ وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۲﴾ اور چاہیے کہ وہ عفو سے کام لیں اور درگذر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے، کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وَ لۡیَعۡفُوۡا وَ لۡیَصۡفَحُوۡا فرما کر مومنوں کو یہ عام ہدایت دی ہے کہ انہیں دوسروں کی خطاؤں کو معاف کرنا اور ان کے قصوروں سے درگذر کرنا چاہیے۔ مگر معاف کرنے کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ بعض لوگ نادانی سے ایک طرف نکل گئے ہیں اور بعض دوسری طرف۔ وہ لوگ جن کا کوئی قصور کرتا ہے وہ تو کہتے ہیں کہ مجرم کو ضرور سزا دینی چاہیے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اور جو قصور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب خدا معاف کرتا ہے وبندے کو بھی معاف کرنا چاہیے مگر یہ سب خود غرضی کے فتوے ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا معاف کرتا ہے تو بندے کو بھی معاف کرنا چاہیے وہ اس قسم کی بات اسی وقت کہتا ہے جب وہ خود مجرم ہوتا ہے۔ اگر مجرم نہ ہوتا تو ہم اس کی بات مان لیتے لیکن جب اُس کا کوئی قصور کرتا ہے تب وہ یہ بات نہیں کہتا۔ اسی طرح جو شخص اس بات پر زور دیتا ہے کہ معاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ سزا دینی چاہیے وہ بھی اُسی وقت یہ بات کہتا ہے جب کوئی دوسرا شخص اس کا قصور کرتا ہے لیکن جب وہ خود کسی کا قصور کرتا ہے تب یہ بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی۔ اُس وقت وہ یہی کہتا ہے کہ خدا جو معاف کرتا ہے تو بندہ کیوں معاف نہ کرے۔ پس یہ دونوں فتوے خود غرضی پر مشتمل ہیں۔ اصل فتویٰ وہی ہو سکتا ہے جس میں کوئی اپنی غرض شامل نہ ہو۔ اور وہ وہی ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے کہ جب کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہو تو تم یہ دیکھو کہ سزا دینے میں اُس کی اصلاح ہو سکتی ہے یا معاف کرنے سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر تمہیں سزا دینے میں مجرم کی اصلاح دکھائی دیتی ہو تو اُسے سزا دو۔ اگر معاف کرنے سے اُس کے اخلاق درست ہو سکتے ہوں تو اُسے معاف کر دو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ (الشوریٰ: ۴۱) یعنی بدی کا بدلہ اتنا ہی ہے جتنا کسی کا جرم ہو لیکن اگر کوئی شخص دوسرے کو معاف کر دے اور اصلاح کو مدنظر رکھے یعنی اس معافی کے نتیجہ میں فساد پیدا نہ ہو بلکہ دوسرے کی اصلاح ہو تو ایسے شخص کا نیک اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ یعنی اگر کوئی شخص جرم سے زیادہ سزا دے دیتا ہے یا باوجود اس کے کہ عقلی طور پر وہ سمجھتا ہے کہ اگر مجرم کو سزا دی گئی تو اُس کے اخلاق اور بھی بگڑ جائیں گے اور وہ نیکی سے اور بھی دور چلا جائے گا۔ لیکن پھر بھی وہ اس کو دُکھ دینے کے لئے سزا دے دے۔ یا اگر ذاتی طور پر وہ سمجھتا ہے کہ اس شخص کو معاف کرنا اسے گناہ پر اور بھی دلیر بنا دے گا مگر اس کے باوجود وہ اسے معاف کر دے تو ایسے تمام لوگ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ظالم ہوں گے اور وہ اپنے اس فعل کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ یہ تعلیم ہے جو اسلام نے جرائم کے سلسلہ میں پیش کی ہے۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ یہ تعلیم کس قدر امن پیدا کرنے والی اور ہر قسم کے فسادات اور جھگڑوں کو دنیا سے مٹانے والی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم، صفحہ 284، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بنگلہ دیش بد قسمتی کی راہ پر!

15 ر نومبر کے روز ڈھاکہ بنگلہ دیش میں غیر احمدی ملاں ختم نبوت کے مبارک نام پر اکھٹے ہوئے اور انہوں نے بنگلہ دیش کی حکومت سے احتجاج کیا کہ حکومتی سطح پر وہاں کے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ بنگلہ دیش کے مختلف مدرسوں کے طلباء اور بعض دیگر ممالک کے ملاں بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ جلسے میں شامل بعض مظاہرین نے ایسی ٹی شرٹز پہنی ہوئی تھیں جن میں لکھا تھا کہ احمدیوں کو کافر قرار دیا جائے اور بینرز اٹھائے ہوئے تھے جن میں احمدیوں کے خلاف قانون سازی کا مطالبہ تھا۔

یہ بالکل وہی طرز ہے جو آج سے پچاس سال قبل پاکستان میں اختیار کی گئی تھی وہاں باقاعدہ پورے ملک میں فساد پھیلا کر اور احمدیوں کے جان و مال کا نقصان کر کے بالآخر 1974ء میں انہیں اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

اس کے بعد سے اب تک پاکستان نے جو ترقی حاصل کی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پاکستان مذہبی اعتبار سے پورے مسلم ممالک میں سب سے بچھڑا ہوا ملک بن گیا ہے۔ جہاں اسلام نام کی کوئی چیز دور دور تک نظر نہیں آتی۔ البتہ سنی، وہابی، ، شیعہ، اہل حدیث اور دیگر کئی فرقوں کے ملاں باہم دست بگریباں ہیں جو سر عام ایک دوسرے کو گالیاں نکالتے ہیں منہ سے بھر بھر کر جھاک نکالتے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر اپنے اپنے مسلک کا دفاع کرتے اور دوسروں پر حملے کرتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان ملاؤں کے زیر اثر اکثر مسلمانوں میں دور دور تک اسلام تو کہیں نظر نہیں آتا اور نہ اسکی ملاؤں کو فکر ہے۔ بے حیائی اور رشوت خوری، اغواء برائے تاوان کا بازار گرم ہے۔ اور ملاؤں کی سب سے گھناؤنی تصویر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عزت کو دنیوی مفاد کی خاطر استعمال کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتے۔ حالیہ دنوں میں ایک ایسا گینگ پکڑا گیا ہے جو معصوم مسلم نوجوانوں پر توہین رسالت اور توہین مذہب کے الزام لگا کر اور انہیں پاکستانی آئین کے تحت پھانسی یا عمر قید کی سزا کا خوف دلا کر ان سے کروڑوں روپئے لوٹ چکا ہے اور اب تو وہاں کے ملاں کو بھی توہین رسالت کے الزام لگا کر جیل کے سلاخوں کے پیچھے بند کروا دیا جاتا ہے۔

ہائے افسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور قرآن مجید کی تکریم اور مذہب کی عزت جن کی توہین کے حوالہ سے پہلے غیر مسلموں پر الزام لگا کر بے قابو بھیڑ کے ذریعہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا آج وہی دن وہاں کے سرکاری مسلمانوں کو یہاں تک اب ملاؤں کو بھی دیکھنا پڑ رہے ہیں۔

سوچئے! ناموس رسالت کا حوالہ دے کر یہ لوگ کس قدر ناموس رسالت کی توہین کر رہے ہیں؟ قرآن مجید کی تکریم کی آڑ میں کیسے تجارتی دھندے چلا رہے ہیں؟

یہ تو وہاں کی مذہبی حالت ہے جس کی وجہ سے پاکستانی عوام کی جو معاشرتی تصویر ابھری ہے وہ سب دنیا کے لئے خوف و حراس کا باعث ہے۔ اور جہاں تک معاشی حالات ہیں تو وہ بھی نہایت ہی قابل رحم ہیں۔ باہر کی کمپنیاں وہاں سے اپنے کاروبار سمیٹ رہی ہیں اور بھاری تعداد میں لوگ ہجرت پر مجبور ہیں۔ تمام مسلم ممالک میں پاکستان وہ پہلا ملک ہے جس کی حکومت نے پچاس سال قبل احمدیوں کو سیاسی مقاصد کے تحت غیر مسلم قرار دیا تھا۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا وہ تو اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں اور اس وقت اُن کے پیچھے تمام قوم ہر اعتبار سے بری حالت میں ہے اور اگر بنگلہ دیش پاکستانی ملاؤں کے بہکاوے میں آ کر اس کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے تو اسے بھی اپنے خوفناک انجام سے ڈرنا چاہئے!

جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ، چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ اور اب پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لگاتار مسلم اُمّہ کو صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ کسی شخص یا فرقہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں کسی کلمہ گو کو غیر مسلم قرار دے کیونکہ کلمہ پڑھنے والے اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہے اور جو اس ضمانت کو توڑے گا وہ اس کے خوفناک انجام کو ضرور بھگتے گا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے۔ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا، فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ، فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ۔

جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اسکو حاصل ہے۔ پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالیٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا نہ بناؤ۔ (بخاری باب فضل استقبال القبلة)

پس انصاف پسندوں اور عقلمندوں سے عاجزانہ اپیل ہے کہ پہلے جو تجربہ دہرایا جاچکا ہے اور جس کے تلخ پھل ایک قوم کھا رہی ہے۔ خدا کیلئے اسے پھر سے نہ دہرائیں! خدا توفیق بخشے۔ آمین۔

آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند فرمودات پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی (یہ تب کی بات ہے اب تو بفضلہٖ تعالیٰ یہ جماعت لاکھوں کی تعداد میں پوری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ ناقل)

تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا وہ راضی نہیں ہوگا جب تک اسکو کمال تک نہ پہنچادے‘‘ (انجام آتھم صفحہ 64)

نیز فرمایا ’’دنیا مجھ کو نہیں پہنچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے‘‘۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 13)

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے شکر ربِّ عزّوجل خارج از بیاں ❁ جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں ❁ ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اُس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا ❁ وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا ❁ ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا ❁ شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
وہ رہ ذاتِ عزّوجل کو دکھاتی ہے ❁ وہ رہ جو دل کو پاک و مطہّر بناتی ہے
وہ رہ جو یار گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے ❁ وہ راہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے
وہ رہ جو اُس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے ❁ وہ رہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے
اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا ❁ جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے ❁ بے اُس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

ویلز، یوکے میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا تاریخی افتتاح

۲۳ ر نومبر کارڈف میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے لیے ایک تاریخی دن رہا کیونکہ یہاں ویلز میں جماعت احمدیہ کی پہلی باقاعدہ مسجد، مسجد بیت الرحیم، کا افتتاح ہوا۔ اس موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود تشریف لا کر مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد کی تعمیر اور افتتاح کے تمام مراحل مجلس انصار اللہ برطانیہ کی زیر نگرانی بخوبی مکمل ہوئے۔ افتتاح کی تقریب میں صبح سے ہی مہمانوں کی آمد جاری رہی اور شرکاء کے لیے لنگر اور گرم چائے کا انتظام کیا گیا، کیونکہ اس دن کارڈف میں موسم سرد اور بارش والا تھا، درجہ حرارت سات ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچا، لیکن سرد ہوا کی وجہ سے وہ صفر کے برابر محسوس ہو رہا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ چار بج کر ۵۳ منٹ پر مسجد بیت الرحیم تشریف لائے۔ سب سے پہلے یادگاری تختی کی نقاب کشائی ہوئی اور اجتماعی دعا کی گئی۔ اس کے بعد حضورِ انور نے ایک یادگار پودا بھی لگایا۔ مرکزی ہال میں نماز مغرب اور عشاء جمع اور قصر کر کے ادا کی گئی، نماز مغرب میں حضورِ انور نے سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور نماز عشاء میں ۱۳۱ تا ۱۳۳ اور دوسری رکعت میں آیت ۳۴ تا ۳۷ کی تلاوت فرمائی۔

نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف گروپس کے ساتھ تصاویر بنوائیں، جن میں درج ذیل اراکین شامل تھے:

- اراکین نیشنل مجلس عاملہ اور مجلس انصار اللہ برطانیہ
- اراکین Fundraising کمیٹی مسجد بیت الرحیم
- ریجنل ناظمین اعلیٰ مجلس انصار اللہ برطانیہ
- مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے Construction Workers
- مقامی مجلس عاملہ اور ممبران جماعت احمدیہ کارڈف

مسجد کے صحن میں نصب پنڈال میں چھ بج کر تین منٹ پر ایک خصوصی تقریب بھی منعقد ہوئی، جس میں محمد نعمان صاحب، ریجنل امیر ساؤتھ ویسٹ ریجن، نے ماڈریٹر کے فرائض انجام دیے۔ حافظ فارس احمد نے سورۃ البقرہ کی آیات کی تلاوت کی جبکہ انگریزی ترجمہ سلیم Doumon صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں تین معزز مہمانوں High Sheriff مکرمہ Janet Davies صاحبہ، High Sheriff of Gwent Lieutenant Colonel Ralph Griffin صاحب اور Cabinet Secretary for Social Justice Trefnydd and Chief Whip, مکرمہ Jane Hutt MS صاحبہ نے مختصر کلمات پیش کیے جبکہ Jo Stevens جو Secretary of State for Wales ہیں کا ایک ویڈیو پیغام دکھایا گیا۔ چھ بج کر ۲۵ ر منٹ پر حضور انور منبر پر تشریف لائے اور انگریزی زبان میں خطاب کا آغاز فرمایا۔ جو انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت کیا جائے گا۔

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔
آپؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ پھر فرمایا میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ’’وہ لوگ تھے جنہوں نے ہر خطرہ کے موقع پر اپنی جان کو بلا دریغ خطرہ میں ڈال دیا۔ کوئی تکلیف اور دکھ انہیں نہیں پہنچا جسے انہوں نے تکلیف اور دکھ جانا ہو بلکہ جب بھی کوئی خدمت کا موقع آتا وہ اپنی جان بخوشی پیش کر دیتے۔‘‘
(حضرت مصلح موعودؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں وہ آدمی بے مثال ہے جو اپنے گھوڑے پر سوار اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہو اور لوگوں کے شر سے بچ کے رہتا ہو اور دوسرا وہ آدمی بے نظیر ہے جو اپنی فراخی اور کشائش میں نمایاں ہو اور اپنے مہمان کی ضیافت و تکریم کرتا ہو اور اسے اس کا حق دیتا ہو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے حضرت عبداللہ ذُوالْبِجَادَیْن کی میت کو قبر میں رکھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَمْسَیْتُ رَاضِیًا عَنْہُ فَارْضَ عَنْہُ کہ اے اللہ! میں نے اس حال میں شام کی ہے کہ میں اس سے راضی تھا پس تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت تمنا کی کہ کاش! یہ قبر میں اتارا جانے والا میں ہوتا اور یہ دعائیں لیتا

بنگلہ دیش، پاکستان اور افریقہ کے احمدیوں نیز فلسطینی مسلمانوں کے لیے دعاؤں کی تحریک

مکرم محمد حسین صاحب ابن محمد اسماعیل صاحب آف ربوہ کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

غزوۂ تبوک میں پیش آمدہ واقعات کے تناظر میں سیرتِ نبویؐ کا پاکیزہ بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14؍نومبر 2025ء بمطابق 14؍نبوت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور غزوات میں آپؐ کی سیرت کے حوالے سے گذشتہ خطبوں میں ذکر ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں غزوۂ تبوک کی تفصیل بیان ہو رہی تھی۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے۔ لکھا ہے کہ اس موقع پر ایک خاتون نے بڑے اخلاص اور جوش کا اظہار کیا۔ اس کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ جنگ کے لیے خواتین نے بھی جس طرح بھی ہوا کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہیں جس میں انہوں نے اپنے زیورات اتار اتار کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ (کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 380-381، غزوہ تبوک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2013ء)

ایسا ہی جذبات کی قربانی کا ایک واقعہ بھی تاریخ کی کتب میں محفوظ رہ گیا جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ چونکہ لشکر کو شام کی طرف جانا تھا اور موتہ کی جنگ کا نظارہ مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اس لیے ہر مسلمان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کا خیال سب خیالوں پر مقدم تھا۔ عورتیں تک بھی اس خطرہ کو محسوس کر رہی تھیں اور اپنے خاوندوں اور اپنے بیٹوں کو جنگ پر جانے کی تلقین کر رہی تھیں۔ اس اخلاص اور اس جوش کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی جو کسی کام کے لیے باہر گئے ہوئے تھے اس وقت واپس لوٹے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت مدینہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ ایک عرصہ کی جدائی کے بعد جب وہ اِس خیال سے اپنے گھر میں داخل ہوئے کہ اپنی بیوی کو جا کر دیکھیں گے اور خوش ہوں گے تو انہوں نے اپنی بیوی کو صحن میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور محبت سے آگے بڑھے پیار کرنے کے لیے۔ جب وہ بیوی کے قریب آ گئے تو ان کی بیوی نے دونوں ہاتھوں سے ان کو دھکا دے دیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ اس صحابی نے حیرت سے اپنی بیوی کا منہ دیکھا اور پوچھا اتنی مدت کے بعد ملنے پر آخر یہ سلوک کیوں ہے؟ بیوی نے کہا کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ خدا کا رسول اس خطرہ کی جگہ پر جا رہا ہے اور تم اپنی بیوی سے پیار کرنے کی جرأت کرتے ہو! پہلے جاؤ اور اپنا فرض ادا کرو اس کے بعد یہ باتیں دیکھی جائیں گی۔ وہ صحابی فوراً گھر سے باہر نکل گئے۔ اپنی سواری پر زین کسی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین منزل پر جا کر مل گئے۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 361-362)

اس واقعہ کو ایک دوسری جگہ بھی حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے۔ پہلا تو دیباچہ تفسیر القرآن میں اس کا ذکر ہے اور دوسرا خدام الاحمدیہ کے اجتماع پہ ایک تقریر میں ذکر کیا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو کسی کام کے لیے باہر بھیجا۔ بعد میں جنگ تبوک کا واقعہ پیش آ گیا۔ یہ جگہ نہایت خطرناک تھی۔ رومی حکومت اس وقت ایسی ہی طاقتور تھی جیسے آجکل امریکہ اور روس کی حکومتیں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چھوٹی سی فوج لے کر اتنی بڑی حکومت کے مقابلہ میں جانا پڑا۔ مدینہ میں بہت تھوڑے مسلمان تھے اور پھر ارد گرد کے لوگ بھی اکٹھے نہیں تھے لیکن اگر وہ اکٹھے ہوتے بھی تو قیصر روما کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ جنگ کے لیے چلیں۔ جب اسلامی لشکر روانہ ہو گیا تو وہ صحابی جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر کام کے لیے بھیجا ہوا تھا واپس آئے۔ جوان آدمی تھے۔ نئی نئی شادی ہوئی ہوئی تھی۔ ایک عرصہ کی جدائی کے بعد جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی بیوی کو صحن میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ سیدھے اس کی طرف گئے اور اس سے بغل گیر ہونا چاہا مگر بیوی نے ان کی محبت کا جواب دینے کی بجائے ان کے سینہ پر زور سے دو ہتڑ مارا اور پیچھے دھکا دے کر کہا خدا کا رسول تو میدان جنگ میں گیا ہوا ہے اور تمہیں اپنی بیوی سے پیار سوجھ رہا ہے۔ خدا کی قسم! جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت واپس نہیں آ جاتے میں تمہاری شکل تک نہیں دیکھوں گی۔

وہ صحابی اسی وقت گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر اسلامی لشکر سے جا ملے اور پھر اسی وقت گھر واپس آئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوسرے صحابہ کے ساتھ مدینہ واپس لوٹے۔ غرض یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہر خطرہ کے موقع پر اپنی جان کو بلا دریغ خطرہ میں ڈال دیا۔ کوئی تکلیف اور دکھ انہیں نہیں پہنچا جسے انہوں نے تکلیف اور دکھ جانا ہو بلکہ جب بھی کوئی خدمت کا موقع آتا وہ اپنی جان بخوشی پیش کر دیتے۔‘‘

(مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 214-215)

بہرحال اس کی تفصیلات میں مزید یہ لکھا ہے کہ پندرہ یا بعض روایات کے مطابق انیس مقامات پر پڑاؤ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت تبوک کے مقام پر پہنچ گئے۔ تبوک کے اس سفر میں جن جگہوں پر پڑاؤ کیا گیا اس کی الگ سے تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ بعد میں ان جگہوں پر مساجد تعمیر کی گئیں اور ان مقامات کے نام پر مساجد کے نام رکھے گئے تو مؤرخین نے اس سے یہ تفصیل بیان کی کہ انہی جگہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ہو گا۔ ان جگہوں کے نام بھی کتب میں بیان ہوئے ہیں جو پندرہ سے بائیس تک بیان ہوتے ہیں۔

سیرت ابن اسحاق اور ابن ہشام میں جن سترہ مقامات پر مساجد بنانے کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

ذُوْ خُشُبْ، فَیْفَاء، ذُوالْمَرْوَہْ، رُقْعَہْ، وَادِی الْقُرٰی، صَعِیْد، حِجْر، صَدْرِ حَوْضٰی، ذُوالْجِیْفَہ، شِقِّ تَارَا، اَلْبَتْرَا، اَلَاء، ذَاتُ الْخِطْمِی، أَخْضَرْ، ذَاتُ الزِّرَاب، ثَنِیَّۃُ مِدْرَان، اور تبوک۔

(اللؤلؤ المکنون، سیرت انسائیکلو پیڈیا، جلد 9 صفحہ 499) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد 9 صفحہ 485) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 2۔ جزء 3۔4 صفحہ 449-450 دار المعرفہ بیروت 2000ء) (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق جلد 2 صفحہ 609 دار الکتب العلمیۃ 2004ء) (وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ الجزء الثالث صفحہ 174 تا 176 مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ 2011ء)

حضرت عُقْبَہ بن عامِرؓ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سو گئے۔ (کافی لمبا سفر تھا، تھکاوٹ تھی) اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نیزہ بھر بلند ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال! کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ ہمارے لیے فجر کا انتظار کرنا۔ جاگتے رہنا اور ہمیں جگا دینا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی طرح نیند مجھے بھی لے گئی۔ مجھ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور پھر کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد سواری سے اتر کر سنتیں ادا کیں اور صحابہ کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا دن اور ساری رات سفر کرتے رہے یہاں تک کہ اگلے روز صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچ گئے۔ اس عرصہ میں لکھا تو نہیں ہوا لیکن بہر حال نمازوں کے وقت میں نمازیں ادا کی گئی ہوں گی۔ اس کا وقفہ ہوا ہوگا۔ وہاں جا کے، تبوک پہنچ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے خطاب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور مضبوط ترین کڑا تقویٰ کی بات ہے اور بہترین مذہب حضرت ابراہیم کا مذہب ہے اور بہترین سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سب سے بلند بات ذکرِ الٰہی ہے اور بہترین قصہ یہ قرآن ہے اور بہترین امور وہ ہیں جن کو پختہ ارادے سے کیا جائے اور بدترین امور بدعات ہیں اور بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے اور سب سے افضل موت شہادت کی موت ہے اور ہدایت کے بعد سب سے بڑا اندھا پن ضلالت ہے، گمراہی ہے اور بہترین اعمال وہ ہیں جو نفع مند ہوں اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور سب سے بُرا اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔ آنکھوں کا اندھا نہیں دل کا اندھا ہونا ہے جب اللہ تعالیٰ کی باتیں سمجھ نہ آئیں۔ پھر فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور جو تھوڑا اور کفایت کرنے والا ہو وہ زیادہ اور غافل کر دینے والے سے بہتر ہے اور سب سے بری معذرت وہ ہے جو موت کے وقت کی جائے اور سب سے بری شرمندگی قیامت کے روز ہوگی اور کچھ لوگ نماز جمعہ کے لیے بہت دیر سے آتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوڑ چھوڑ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں اور سب سے عظیم گناہوں میں سے ایک گناہ جھوٹی زبان ہے اور بہترین دولت مندی تو دل کا دولت مند ہونا ہے۔ یعنی کہ چھوڑ چھوڑ کے نماز ادا کرنے اور دیر سے آنے والوں کو بھی آپؐ نے پسند نہیں فرمایا۔ آپ نے کہا یہ بہت بری بات ہے۔ فرمایا کہ عظیم گناہوں میں سے ایک گناہ جھوٹی زبان ہے اور بہترین دولتمندی تو دل کا دولتمند ہونا ہے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور دانائی کا کمال اللہ کا خوف ہے اور بہترین بات وہ ہے جو دلوں میں یقین کو جاگزین کرے اور شک کرنا کفر کا حصہ ہے اور نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے اور خیانت جہنم کی آگ ہے اور بُرا شعر ابلیس کی جانب سے ہے اور شراب گناہ کی جامع ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور جوانی جنون کا ایک حصہ ہے اور سب سے بُری کمائی سود کی کمائی ہے اور سب سے برا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی بد بخت ہو اور تم میں سے ہر ایک آدمی چار ہاتھ جگہ کی طرف جانے والا ہے یعنی آخر میں مرنا ہی ہے قبر میں جانا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے اور کام کا دار و مدار انجام پر موقوف ہے اور سب سے برے راوی جھوٹے راوی ہیں اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے اور مومن کو گالی دینا فسق ہے اور مومن سے جنگ کرنا کفر ہے اور مومن کی غیبت کرنا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی طرح ہے اور جو اللہ کے مقابل پر قسم کھائے گا وہ اس کی تکذیب کرے گا اور جو اس سے مغفرت طلب کرے گا وہ اسے بخش دے گا اور جو اپنے بھائی کو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کر دے گا اور جو غصہ کو پی جائے گا اللہ اسے اجر دے گا اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا اور جو شہرت پسند ہوگا اللہ اسے شہرت دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ اسے دگنا دے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا۔ پھر آگے فرمایا کہ

اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ پھر فرمایا میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر جلد 5 صفحہ 14-15 ذکر خطبتہ علیہ السلام الیٰ تبوک الیٰ نخلۃ ھناک، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

(کتاب المغازی للواقدی جلد 3 صفحہ 1015-1016 عالم الکتب 1984ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 451 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

سفر تبوک میں صحابہؓ کو بعض نصائح بھی آپؐ نے کیں۔ تبوک کے سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر صحابہ کو انفرادی یا اجتماعی نصائح فرمائیں جن میں سے بعض کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوسَعید خُدْرِی نے بیان کیا کہ تبوک کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے ٹیک لگائے ہوئے لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں! یقیناً لوگوں میں سے بہترین آدمی وہ آدمی ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل ہی اللہ کے راستے میں کام کرے یہاں تک کہ اسے موت آ جائے اور یقیناً لوگوں میں سے بدترین وہ گناہگار آدمی ہے جو اللہ کی کتاب تو پڑھتا ہے مگر اپنی جہالت کو چھوڑ کر اس کی کسی بات کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ (سنن النسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علیٰ قدمہ، حدیث 3108) اب دیکھیں بہت سارے لوگ آجکل قرآن کریم پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عمل کوئی نہیں۔

حضرت اِبْنِ عَبَّاسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لوگوں میں وہ آدمی بے مثال ہے جو اپنے گھوڑے پر سوار اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہو اور لوگوں کے شر سے بچ کے رہتا ہو اور دوسرا وہ آدمی بے نظیر ہے جو اپنی فراخی اور کشائش میں نمایاں ہو اور اپنے مہمان کی ضیافت و تکریم کرتا ہو اور اسے اس کا حق دیتا ہو۔

(ماخوذ از مسند الامام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 602 مسند عبداللہ بن عباسؓ حدیث 1987 مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

اس موقع پر ھِرَقْل کو دعوت اسلام کے لیے خط کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو ھِرَقْل یعنی قیصر روم، ھِرَقْل اس کا نام تھا، اس وقت حِمْص میں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا جو میرا مکتوب قیصر تک لے جائے گا اس کے لیے جنت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اگر وہ اس خط کو قبول نہ بھی کرے۔ آپؐ نے فرمایا وہ اسے قبول نہ بھی کرے تو بھی۔ بہرحال لے کر جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص آپ کا خط لے کر گیا اور ہِرَقْل کو دے دیا۔ اس نے اسے پڑھا اور کہا تم اپنے نبی کے پاس چلے جاؤ اور اسے بتا دو کہ میں اس کا پیروکار ہوں لیکن میں اپنی سلطنت کو نہیں چھوڑنا چاہتا۔ اس نے کچھ دینار بھی آپ کی خدمت میں بھیجے۔ وہ شخص واپس آیا۔ آپؐ کو اس کے متعلق بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اس نے یہ سچی بات نہیں کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 457۔ دارالکتب العلمیۃ 1993ء)

ھِرَقْل کی جانب یہ خط حضرت دِحْیَہؓ لے کر گئے۔ یہ اس مکتوب کے علاوہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دِحْیَہؓ کے ہاتھ چھ ہجری کے آخر میں بھجوایا تھا جو محرم سات ہجری میں اسے ملا۔

(ماخوذ از شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 94 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996)

امام اِبْنِ حَجَرْ نے کتاب مغازی اور سیرت کی روایات کے حوالے سے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے تو آپؐ نے قیصر وغیرہ کو دوسری بار خط لکھے۔

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 161 قدیمی کتب خانہ سن طباعت؟)

ان کے خیال کی تصدیق ان خطوط سے بھی ہوتی ہے جو کتابی صورت میں 1941ء میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا نام ''مَجْمُوْعَۃُ الْوَثَائِقِ السِّیَاسِیَّۃِ لِلْعَھْدِ النَّبَوِیِّ وَالْخِلَافَۃُ الرَّاشِدَۃ'' ہے اس کے مصنف ڈاکٹر حمید اللہ ہیں۔ اس میں عہدِ نبویؐ سے لے کر خلفائے راشدین کے زمانے تک کے تاریخی اور سیاسی وثائق کا ذکر ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مصر سے 1941ء میں شائع ہوئی تھی۔ بہرحال یہ اس کتاب کا حوالہ ہے اور اس کے مطابق دو خط قیصر روم کو بھیجے گئے تھے۔ پہلے خط میں یہ تھا کہ وہ اپنی رعایا کے اسلام قبول کرنے میں روک نہ بنے ورنہ اس کی رعایا کے گناہ کا وبال بھی اسی پر پڑے گا اور یہ خط قیصر کو چھ ہجری کے آخر میں دِحْیَہؓ کَلْبِی کے ہاتھ بھیجا گیا تھا جبکہ دوسرے خط میں تھا کہ اسلام قبول کر لو ورنہ انکار کی صورت میں جزیہ دینا ہوگا۔ یہ خط بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دِحْیَہؓ کے ہاتھ جنگ تبوک کے وقت قیصر کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

(مجموعہ الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، جلد 1 صفحہ 107 تا 110 دارالنفائس 1987ء)

(رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی از محمد حمید اللہ، صفحہ 158، 166 دارالاشاعت کراچی 2003ء)

تاریخ میں اھلِ اَیْلَہْ سے مصالحت کا ذکر ملتا ہے۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک تک پہنچ گئے تو ارد گرد کے عیسائی حکمران خوفزدہ ہو گئے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب طاری کر دیا کہ جو ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے تک مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے تھے اب انہیں اپنی بقا کی فکر ہونے لگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح کی درخواست کرنے لگے۔ ان میں سے سب سے پہلے اَیْلَہْ کا حاکم حاضر خدمت ہوا۔ اَیْلَہْ بحر قلزم کے ساحل پر شام کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہ حجاز کی آخری حد اور سرزمین شام کے شروع میں واقع ہے۔ تبوک میں قیام کے دوران اَیْلَہْ کا حاکم یُحَنَّہ بِنْ رُؤْبَہْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اہل شام، اہل یمن اور اہل بحر اور اہل جَرْبَاء اور اَذْرُح بھی آئے اور انہوں نے بھی مصالحت کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک امان نامہ تحریر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یُحَنَّہ بِنْ رُؤْبَہْ اور اہل اَیْلَہْ کی سمندر میں چلنے والی کشتیوں اور ان کے خشکی پر آنے جانے والے قافلوں کے لیے امان نامہ ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکمل تحفظ حاصل ہے۔ اس طرح ان کے ساتھ اہلِ شام، اہلِ یمن اور اہلِ بحر کو بھی مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ جس نے بھی کوئی خلاف ورزی کی اس کا مال قبضہ میں کرنا جائز ہوگا۔ جس نے بھی ایسے آدمی کا

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ○ ﴿سُوْرَۃُ الزُّمَرِ: 3﴾

یقیناً ہم نے تیری طرف (اس) کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔
پس اللہ کی عبادت کر اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

طالبِ دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

مال چھین لیا یعنی خلاف ورزی کرنے والے کا تو وہ اس کے لیے حلال ہوگا اور انہیں نہ تو کسی چشمہ اور کنوئیں کا پانی استعمال کرنے سے روکا جائے گا اور نہ بحر و بر کے کسی رستے سے انہیں منع کیا جائے گا۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 221، ذکر بعثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرسل بکتبہ الی الملوک۔ دار الکتب العلمیۃ 1990ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد 9 صفحہ 542-543 ناشر: بزم اقبال لاہور 2022ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 50۔ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی۔ 2003ء)

اہل اَیْلَہ اور یُحَنَّہ بِنْ رُؤْبَہ کے لیے یہ امان نامہ حضرت جُہَیْم بِن صَلت اور حضرت شُرَحْبِیْل بِن حَسَنَہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر تحریر کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 221، ذکر بعثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرسل بکتبہ الی الملوک۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت 1990ء)

یُحَنَّہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر تحفہ دیا اور آپ کو ایک پہننے کی چادر پیش کی۔

(صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر حدیث 1481)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یمنی چادر اوڑھائی اور حضرت بلالؓ کے ساتھ اسے ٹھہرانے کا ارشاد فرمایا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 91۔ ثم غزوۃ تبوک۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

پھر اھلِ مَقْنَاء سے معاہدۂ صلح ہوا۔ اہل مَقْنَاء یہودی تھے اور یہ بستی ساحل سمندر پر اَیْلَۃ کے قریب آباد تھی۔

(ماخوذ از فرہنگ سیرت صفحہ 283 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 ص 494 دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں بھی امان نامہ لکھ کر دیا کہ اَنَّھُمْ آمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَ اَمَانِ مُحَمَّدٍ وَ اَنَّ عَلَیْھِمْ رُبْعَ غُزُوْلِھِمْ وَ رُبْعَ ثِمَارِھِمْ۔ یہ لوگ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہیں۔ ان پر بطور جزیہ ان کے کاتے ہوئے سوت اور کپڑے کا اور ان کے پھلوں کا چوتھائی حصہ ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 221، ذکر بعثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرسل بکتبہ الی الملوک۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت 1990ء)

اسی طرح اھلِ جَرْبَاء اور اَذْرُح کے لیے امان نامہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جَرْبَاء اور اَذْرُح یہ دونوں ملک شام میں بَلْقَاء کے علاقے میں دو شہر تھے جو آپس میں بالکل قریب تھے۔ ان کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ تھا جبکہ ایک قول کے مطابق ایک میل سے بھی کم فاصلہ تھا۔

(معجم البلدان جلد 1 صفحہ 157 دار الکتب العلمیۃ) (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 91 دار الکتب العلمیۃ 1996ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جَرْبَاء اور اَذْرُح کو بھی امان نامہ لکھ کر عنایت فرمایا کہ ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ لِاَھْلِ جَرْبَاءَ وَ اَذْرُحَ اَنَّھُمْ اٰمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَ اَمَانِ مُحَمَّدٍ وَ اَنَّ عَلَیْھِمْ مِائَۃَ دِیْنَارٍ فِیْ کُلِّ رَجَبٍ وَافِیَۃً طَیِّبَۃً وَاللّٰہُ کَفِیْلٌ عَلَیْھِمْ یہ تحریر اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل جَرْبَاء اور اہل اَذْرُح کے نام ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہیں۔ ان کے ذمہ ہر سال رجب میں خالص سونے کے مکمل سو دینار بطور جزیہ ادا کرنا واجب ہے۔ اللہ ہی ان کا نگہبان ہے۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 1 صفحہ 221 دار الکتب العلمیۃ 1990ء)

غزوۂ تبوک کے حوالے سے ہی ایک سریہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ یہ سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ بطرف اُکَیْدِر بن عَبْدِ الْمَلِك کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک ہی میں حضرت خالد بن ولید کو رجب نو ہجری میں چار سو بیس سواروں کا ایک لشکر دے کر اُکَیْدِر بن عَبْدِ الْمَلِك کی طرف دُوْمَۃُ الْجَنْدَل روانہ کیا۔ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل شام اور مدینہ کے درمیان ایک قلعہ ہے اور بستی ہے جو مدینہ منورہ سے پندرہ سے سولہ دن کی مسافت پر واقع ہے۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 123 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء)

تبوک سے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر یہ قلعہ تھا۔

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا، جلد 9 صفحہ 526)

اُکَیْدِر قبیلہ بنو کِنْدَہ میں سے تھا اور اس کا بادشاہ تھا۔ وہ عیسائی تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 125-126 دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان 1990ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ سے فرمایا تم اسے رات کے وقت دیکھو گے جب وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا تو تم اسے پکڑ لینا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نظارہ دکھایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ حالت ہوگی اور اس وقت تم حملہ کرو گے تو پکڑ لو گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دُوْمَۃ کو فتح کرا دے گا۔ اگر تم اس پر غلبہ پا لو تو اسے قتل نہ کرنا اسے میرے پاس لے آنا۔ اگر وہ انکار کرے، لڑائی کرے تو پھر اسے قتل کر دینا۔ حضرت خالدؓ کی روانگی کے بارے میں لکھا ہے۔ حضرت خالدؓ اس طرف روانہ ہوئے اور اس قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ سامنے وہ دکھائی دینے لگا۔ چاندنی رات تھی۔ اُکَیْدِر اپنی بیوی رِبَابْ بِنت اُنَیْف کِنْدِیَّہ کے ساتھ چھت پر تھا تو ایک جنگلی گائے آئی۔ وہ اپنے سینگوں سے قلعہ کے دروازے کو مارنے لگی۔ اُکَیْدِر کی بیوی نے اسے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اس طرح آ کر محل کے دروازے پر اپنے سینگوں سے ٹکریں مارے۔ اُکَیْدِر نے کہا اللہ کی قسم! میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا۔ اس پر اس عورت نے کہا: کون اس کو چھوڑ سکتا ہے؟ تو اس نے کہا کوئی بھی نہیں۔ بادشاہ نے کہ میں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ اترا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ اس کے اہل و عیال کا ایک گروہ بھی سوار ہوا۔ ان میں حَسَّان نام کا اس کا ایک بھائی بھی تھا۔ پس وہ سوار ہوا اور وہ اس کے ساتھ اس گائے کے تعاقب میں نکلے۔ بے دھڑک یہ شکاری شکار کے پیچھے جاتے تھے کہ سامنے سے اچانک حضرت خالدؓ کا گھڑ سوار دستہ نمودار ہوا اور انہوں نے ان کو پکڑ لیا۔ اُکَیْدِر کو گرفتار کر لیا مگر حَسَّان نے قیدی بننے سے انکار کیا اور مزاحمت کی۔ آگے سے لڑائی کی۔ اس پر اس کو قتل کر دیا گیا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 220، 221 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حَسَّان مارا گیا اس کے سر پر دیباج یعنی موٹی ریشمی چادر تھی جس میں سونے کی تاریں لگی ہوئی تھیں۔ خالد بن ولید نے اس چادر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اُکَیْدِر کو لے کر روانہ ہوئے۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 185، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

اس کی تفصیل میں مزید لکھا ہے کہ جب اُکَیْدِر قید کر لیا گیا اور اس کا بھائی حَسَّان قتل کر دیا گیا تو حضرت خالد نے اُکَیْدِر سے کہا کیا میں تمہیں اس شرط پر پناہ نہ دوں کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں اور تم مجھے دُوْمَۃُ الْجَنْدَل فتح کرا دو۔ اُکَیْدِر نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت خالدؓ اسے لے کر چلے حتیٰ کہ قلعہ کے قریب آ گئے۔ اُکَیْدِر نے اپنے اہل خانہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولیں جب انہوں نے دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا تو اُکَیْدِر کے بھائی مُضَاد نے انکار کر دیا۔ اُکَیْدِر نے حضرت خالد سے کہا کہ تم جان گئے ہو کہ وہ اس لیے دروازہ نہیں کھول رہے کہ انہوں نے وہ بیڑیاں دیکھ لی ہیں جو تم نے مجھے پہنائی ہوئی ہیں۔ تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور امانت کے نام پر کہتا ہوں کہ میں تمہارے لیے قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا بشرطیکہ تم میرے اہل خانہ پر مجھ سے صلح کر لو۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا میں تیرے ساتھ صلح کر لوں گا۔ اُکَیْدِر نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں ثالث بنا لیتا ہوں اور اگر چاہو تو تم مجھے ثالث بنا لو۔ حضرت خالد نے فرمایا۔ ہم تجھ سے وہی قبول کریں گے جو کچھ تو دے گا چنانچہ حضرت خالد نے اسے چھوڑ دیا۔ اُکَیْدِر نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اُکَیْدِر کے بھائی مُضَاد کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور وہ سب چیزیں حاصل کر لی گئیں جن پر صلح ہوئی تھی۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 221 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

مسلمانوں کو اس معرکے میں دو ہزار اونٹ، آٹھ سو غلام، چار سو زرہیں اور چار سو نیزے حاصل ہوئے۔ اس مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ الگ کر کے باقی اموال ساتھ جانے والے مجاہدوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

اُکَیْدِر اور اس کے بھائی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذکر بھی ملتا ہے اور یہ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد اُکَیْدِر کو لے کر آئے تو میں نے اسے دیکھا۔ اس نے سونے کی صلیب اور ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو وہ آپؐ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ آپؐ نے دو بار فرمایا نہیں نہیں۔ یہ سجدہ نہیں کرنا۔ اس نے چند اشیاء آپؐ کو بطور ہدیہ پیش کیں جن میں ایک زیبائش کا کپڑا اور خچر تھے۔ جزیہ پر آپؐ نے صلح کر لی۔ اِبنِ اَثِیر کے مطابق ان کے جزیہ کی رقم تین سو دینار تھی۔ اس کا اور اس کے بھائی کا خون معاف کر دیا اور انہیں آزاد کر دیا۔ آپؐ نے ان کے لیے امان نامہ لکھوایا۔ وہ شرائط لکھوائیں جن پر صلح کی تھی۔

امان نامہ یہ تھا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ مکتوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت خالد کے ساتھ اُکَیْدِر کے لیے ہے جس نے اسلام قبول کر لیا اور بتوں سے اپنا تعلق توڑ لیا۔ اس نے تو اسلام بھی قبول کر لیا تھا اس کے مطابق۔ یہ احکام دُوْمَۃُ الْجَنْدَل اور اس کے اردگرد کے لوگوں کے لیے ہیں۔ ہمارے لیے وہ زمین جو کاشتکاری کے قابل نہ ہو مجہول زمین ہے۔ بے آباد زمین، اسلحہ اور اونٹ اور قلعے ہوں گے یعنی جو یہ چیزیں تھیں یہ مسلمانوں کو ملیں گی جبکہ باقی شہر کے اندرونی حصے کی کھجوریں، چشموں والی آباد زمین یہ تمہارے لیے ہوگی علیحدہ جانوروں کو گنا نہیں جائے گا۔ تمہیں یہاں تمہارے جانور چرانے سے نہیں روکا جائے گا۔ تم وقت پر نماز ادا کرو گے۔ پوری زکوٰۃ دو گے۔ اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ یہ عہد ہے۔ تمہارے لیے سچ اور وفا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حاضر مسلمان اس پر گواہ ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 126 دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1990ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 221-222 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

تبوک کے موقع پر ایک صحابیؓ کی وفات کا ذکر بھی ملتا ہے اور اس کی تدفین کا بھی ذکر ملتا ہے جس کو دیکھ کر بعض بڑے صحابہ نے خواہش کی کہ کاش! اس دفن ہونے والے کی جگہ وہ خود ہوتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک مرتبہ میں آدھی رات کے وقت اٹھا تو میں نے لشکر کے ایک طرف آگ کی روشنی دیکھی۔ چنانچہ میں اس کی طرف گیا کہ دیکھوں کیا ہے؟ تو کیا

ارشاد باری تعالیٰ

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○

﴿سُوْرَۃُ الزُّمَرِ: 2﴾

اس کامل کتاب کا نزول کامل غلبہ والے (اور) بہت حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

طالبِ دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبان، قادیان)

دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ ذُوالْبِجَادَیْن مُزَنِیؓ وفات پا چکے ہیں اور یہ لوگ ان کی قبر کھود چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے اندر تھے جبکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اُن کی میت آپ کو دے رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم دونوں اپنے اس بھائی کو میرے قریب کرو۔ پس ان دونوں نے حضرت عبداللہ ذُوالْبِجَادَیْن کی میت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے اس میت کو قبر میں رکھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَمْسَیْتُ رَاضِیًا عَنْهُ فَارْضَ عَنْهُ کہ اے اللہ! میں نے اس حال میں شام کی ہے کہ میں اس سے راضی تھا پس تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت تمنا کی کہ کاش! یہ قبر میں اتارا جانے والا میں ہوتا اور یہ دعائیں لیتا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 822، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت عبداللہ ذُوالْبِجَادَیْن کا تعلق قبیلہ بنو مُزَیْنَه سے تھا۔ یہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ان کے والد فوت ہو گئے۔ انہیں وراثت میں سے کچھ بھی نہ ملا۔ ان کے چچا مالدار تھے۔ اس چچا نے ان کی کفالت کی حتیٰ کہ یہ بھی مالدار ہو گئے اور ان کے ساتھ کاروبار شروع کر دیا۔ اور فتح مکہ کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب اسلام قبول کر لیا تو ان کے چچا نے ان سے سب کچھ لے لیا، سب کچھ چھین لیا یہاں تک کہ ان کا ازار بھی کھینچ لیا، کمر پہ باندھنے والا کپڑا بھی لے لیا۔ پھر ان کی والدہ آئیں اور انہوں نے اپنی چادر کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور حضرت عبداللہ نے ایک حصہ کو بطور ازار استعمال کر لیا اور دوسرے حصے کو اپنے اوپر اوڑھ لیا۔ پھر یہ مدینہ آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو لوگوں کو غور سے دیکھتے تھے کہ کون لوگ ہیں۔ کوئی نیا آدمی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ کی طرف دیکھا تو انہیں اجنبی سمجھا اور حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضرت عبداللہ نے اپنا نسب بیان کیا۔ ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپ نے عرض کیا کہ میرا نام عبدالعزّٰی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عبداللہ ذُوالْبِجَادَیْن یعنی دو چادروں والے ہو۔ پھر فرمایا تم میرے قریب رہا کرو۔ چنانچہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں میں شامل ہو گئے اور آپؐ انہیں قرآن کریم سکھاتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے بہت سا قرآن یاد کر لیا۔ جب آپؐ تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے شہادت کی دعا کریں۔ آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! میں اس کے خون کو کفار پر حرام کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو اور تمہیں بخار ہو جائے جس کی وجہ سے تم وفات پا جاؤ تو بھی تم شہید ہو۔ اگر تمہاری سواری تمہیں گرا دے جس کی وجہ سے تمہاری گردن ٹوٹ جائے تو بھی تم شہید ہو۔ یہ پرواہ نہ کرو کہ شہادت کس طریقے سے ملتی ہے۔ چنانچہ تبوک پہنچنے کے کچھ دن بعد ہی بیماری کی وجہ سے ان کی وفات ہو گئی۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 229، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء) (ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 459-460، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حضرت مُعَاوِیَه بن مُعَاوِیَه مُزَنِیؓ کی نماز جنازہ کا بھی اس سفر میں ذکر ملتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے کہ جبرئیل آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مُعَاوِیَه مُزَنِی مدینہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعہ اطلاع دی۔ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر کشفاً ان کی چارپائی جس پر ان کا جنازہ تھا ہوا میں بلند کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ آپ نے نماز جنازہ ادا کی۔ آپ کے سامنے فرشتوں کی صفیں بھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے دریافت کیا: یہ مقام اسے کیسے حاصل ہوا؟ یہ جو اتنا اس کو لایا گیا ہے اور مجھے کہا گیا ہے جنازہ پڑھو۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے محبت کرنے کی وجہ سے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے، سوار اور پیدل ہر حالت میں اس کی تلاوت کرتے تھے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 456۔ دارالکتب العلمیۃ 1993ء)

(ماخوذ از اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 206-207، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

اب یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ تبوک میں پہنچنے کے بعد مزید پیش قدمی کے لیے صحابہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش قدمی کے متعلق صحابہ سے مشاورت کی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر آپ کو آگے بڑھنے کا حکم ہے تو ٹھیک ہے آپؐ ضرور تشریف لے چلیں۔ ہم ساتھ چلیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے آگے جانے کا حکم اللہ کی طرف سے ہوتا تو میں تم سے مشاورت نہ کرتا۔ تو حضرت عمرؓ نے پھر یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اہلِ روم کے پاس بہت سے لشکر ہیں۔ ان میں اہلِ اسلام میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ہم ان کے قریب آ گئے ہیں۔ آپؐ کے قریب آنے نے ہی ان کو خوفزدہ کر دیا ہے۔ ہم اس سال واپس چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ کوئی رائے پیدا کر لیں یا اللہ تعالیٰ کوئی صورتحال پیدا فرما دے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 461-462۔ دارالکتب العلمیۃ 1993ء) بہرحال اس بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس دن قیام فرمایا اور پھر جانے کا فیصلہ کیا (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب اذا اقام بارض العدو یقصر۔ حدیث 1235) اور ایک دوسرے قول کے مطابق آپؐ نے بیس سے کم دن تبوک میں قیام فرمایا۔ ان دو مختلف روایات میں تطبیق کی گئی ہے۔ بیس والے قول میں تبوک پہنچنے اور تبوک سے رخت سفر باندھنے والے دو دن بھی شمار ہوئے ہیں جبکہ دوسرے قول میں یہ دونوں دن شمار نہیں کیے گئے۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 4 صفحہ 96 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

مدینہ سے روانگی اور مدینہ واپسی تک دو ماہ یا اس سے زائد عرصہ لگا ہے۔ چنانچہ ابن سعد کے مطابق رجب 9ر ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کے لیے روانہ ہوئے اور رمضان 9ر ہجری میں مدینہ واپس تشریف لائے۔ ان دونوں کے درمیان میں شعبان کا مہینہ ہے۔ اس طرح دو ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر رہے۔ واللہ اعلم۔ (ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 125-126 دارالکتب العلمیۃ 1990ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ ”جب آپ شام کے قریب تبوک مقام پر پہنچے تو آپ نے اِدھر اُدھر آدمی بھیجے تاکہ وہ معلوم کریں کہ حقیقت کیا ہے اور یہ سُفَرَاء متفقہ طور پر یہ خبریں لائے کہ کوئی شامی لشکر اِس وقت جمع نہیں ہو رہا۔“ حضرت عمر نے بھی یہی کہا تھا کہ کوئی جنگ کے لیے تو آ نہیں رہا اور ارد گرد کے بعض علاقے ابھی خوفزدہ ہیں تو پھر ضرورت کیا ہے جنگ کی۔ ”اِس پر کچھ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے اور اِردگرد کے بعض قبائل سے معاہدات کر کے بغیر لڑائی کے واپس آ گئے۔ یہ کُل سفر آپ کا دو اڑھائی مہینے کا تھا۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 362)

اس سے واپسی، مدینہ تک آنے کے سفر کی وضاحت و تفصیل ان شاء اللہ آئندہ۔

بنگلہ دیش کے بارے میں میں نے پہلے بھی دعا کے لیے کہا تھا۔ وہاں مولوی طبقہ، احمدیت مخالف طبقہ کافی شور مچا رہا ہے۔ کل ان کا ایک جلسہ بھی ہے شاید تو ان کے لیے خاص طور پہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔ ان کے شر سے بچائے۔ اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بھی محفوظ رکھے۔ اب بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جب مخالفین کو کسی بھی طریقے سے دبایا جائے۔ قانوناً بھی اگر دبایا جاتا ہے تو ان کی تان احمدیوں پہ آ کے ٹوٹتی ہے۔ اس لیے احمدیوں کو زیادہ دعاؤں کی طرف اور احتیاط کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح فلسطینیوں کے لیے بھی دعا کریں۔ معاہدات کے باوجود، ceasefire کے باوجود ان کا اسی طرح قتل عام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اسی طرح افریقہ کے احمدیوں کے لیے دعا کریں ان میں بھی بعض جگہ حکومتیں ان پر ظلم کر رہی ہیں بعض جگہ دہشت گرد مختلف جگہوں پہ حملے کر رہے ہیں اور بعض دفعہ احمدی بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام دنیا میں امن اور سلامتی قائم کرے۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو محمد حسین صاحب ابن محمد اسماعیل صاحب ربوہ کا ہے جو گذشتہ دنوں اسّی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے اور زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے محمد عمران صاحب مبلغ سلسلہ نائیجر ہیں۔ اور وہاں مغربی افریقہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔ اسی طرح ایک اَور بیٹے بھی واقف زندگی ہیں جو معلم سلسلہ ہیں محمد لقمان صاحب۔ ان کے خاندان میں احمدیت 1956ء میں ان کے والد محمد اسماعیل صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی اور پھر یہ دو سال بعد ربوہ بھی شفٹ ہو گئے۔ خود مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تلاوت قرآن کریم باقاعدہ کرنے والے، تہجد گزار، نیک مخلص، دعاگو انسان تھے۔ معلم محسن طیب صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے ان کے محلے میں پانچ سال خدمت کا موقع ملا۔ ایک بات جو ان میں نمایاں میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ مالی قربانی میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جب بھی کسی تحریک کا، نئے سال کا آغاز ہوتا تو ان کی کوشش ہوتی کہ پہلی رسید ان کی کاٹی جائے۔ بعض اوقات تو اعلان سے قبل ہی چندے کے لیے پیسے دینے کی کوشش کرتے تھے اور ایسے ہی بعض اوقات جب سال کے اختتام پر اضافی چندے کا کہا جاتا تو حسب توفیق پھر مزید ادائیگی بھی کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ لواحقین کو صبر و حوصلہ عطا فرمائے اور خاص طور پہ ان کے جو بیٹے باہر ہیں ان کو اللہ تعالیٰ صبر دے، حوصلہ دے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۵ر دسمبر ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

ارشادِ نبوی ﷺ

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشادِ نبوی ﷺ

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر ضلع شوپیاں، کشمیر)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

ہرقل کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط

صلح حدیبیہ کے بعد غالباً سب سے پہلا تبلیغی خط ہرقل قیصر روما کے نام بھجوایا گیا۔ یہ خط آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے معاًبعد ماہ ذوالحجہ 6 ہجری میں روانہ کیا۔ اور اس خدمت کے لئے آپؐ نے اپنے ایک ہوشیار اور مخلص صحابی دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی کو منتخب فرمایا جو اس سے پہلے بھی شام کی طرف سفر کر چکے تھے اور اس علاقہ کے واقف تھے۔ دحیہ ایک خوشرو نوجوان تھے جن کی شکل میں آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ کشفی طور پر حضرت جبرائیل کو بھی دیکھا تھا۔ اور آپؐ نے اس خط کے بھجواتے ہوئے یہ امید ظاہر فرمائی تھی کہ دحیہ یا جو شخص بھی یہ خدمت بجالائے گا خواہ وہ بظاہر اس مہم میں کامیاب ہو یا نہ ہو وہ انشاء اللہ ضرور جنت میں جائے گا۔ اس تبلیغی خط کی تیاری اور مہر وغیرہ لگانے کے بعد آپؐ نے دحیہ کو ہدایت فرمائی کہ میرا یہ خط پہلے بُصریٰ کے رئیس کے پاس لے جاؤ (جو عرب کے شمال میں قیصر کی طرف سے گویا موروثی گورنر یا حاکم تھا) اور پھر اس کے توسط سے قیصر کے پاس پہنچو۔ اس وقت بُصریٰ کا گورنر حارث بن ابی شمر تھا جو اس علاقہ میں ریاست غسان کا والی اور حکمران تھا۔

بُصریٰ کے گورنر یعنی ملک غسان کا واسطہ اختیار کرنے میں آنحضرت ﷺ نے اسی دانش مندی اور حسن تدبیر کا ثبوت دیا جو آپؐ اس سے قبل انگوٹھی کے تیار کرانے میں ظاہر فرما چکے تھے۔ کیونکہ غالباً آپؐ قیصر وکسریٰ کے درباروں کے متعلق یہ بات سن چکے تھے کہ یہ لوگ اپنی دنیوی بڑائی اور عُلوّ مرتبت کی وجہ سے عموماً کوئی چھٹی براہ راست وصول نہیں کرتے جب تک کہ وہ علاقہ کے گورنر یا رئیس کے توسط سے نہ آئے اور چونکہ آپ کی اصل غرض کلمۂ حق کی تبلیغ تھی اس لئے آپؐ نے ان درباری آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری خیال کیا تاکہ ان کی وجہ سے اصل کام میں کوئی روک نہ پیدا ہو سکے۔ ضمناً آپؐ کی یہ نیت بھی ضرور ہوگی کہ اس طرح اصل مخاطب کے علاوہ ایک درمیانی رئیس تک بھی آپؐ کا پیغام پہنچ جائے گا اور جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے یہی طریق آپؐ نے مملکت فارس کے کسریٰ کے متعلق اختیار کیا جسے مراسلہ بھجواتے ہوئے آپؐ نے اپنے ایلچی کو ہدایت فرمائی تھی کہ پہلے یہ خط بحرین کے رئیس کے پاس لے جانا اور پھر اس کے توسط سے کسریٰ کے پاس پہنچنا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ حکیمانہ فعل جہاں ایک طرف آپؐ کے حزم واحتیاط اور حسن تدبیر کی دلیل ہے وہاں وہ اس بات کو بھی ثابت کرتا ہے کہ دنیوی حکمرانوں کے جائز آداب ملحوظ رکھنا نبوت کی شان کے منافی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون کی طرف بھجوایا تو انہیں ہدایت فرمائی کہ:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى

یعنی ”فرعون کے پاس جا کر اس کے ساتھ نرم انداز پر گفتگو کرنا شاید وہ اسی طرح نصیحت حاصل کرلے اور خدا سے ڈرنے کا رستہ اختیار کرلے۔“

غالباً ابھی آنحضرت ﷺ ہرقل کے نام خط روانہ کرنے کی تیاری ہی فرما رہے تھے کہ ایک غیبی نصرت کے ماتحت ہرقل کو خود بھی آنحضرت ﷺ کی بعثت کی طرف توجہ پیدا ہوگئی۔ کیونکہ بخاری میں روایت آتی ہے جو غالباً اسی موقع سے تعلق رکھتی ہے کہ جونہی شہنشاہ ہرقل ایلیا میں آیا تو ایک صبح کو وہ بہت پریشان خاطر اور گھبرایا ہوا نظر آتا تھا جس پر اس کے بعض مذہبی درباریوں نے اس سے عرض کیا کہ آج آپ کی حالت کچھ پریشان نظر آتی ہے، یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں نے آج رات ستاروں میں غور کر کے (ہرقل علم ہیئت میں کافی دسترس رکھتا تھا) معلوم کیا ہے کہ کسی ختنہ کرنے والی قوم میں ایک نئے بادشاہ کا ظہور ہوا ہے۔ اور اس نے پوچھا کہ آج کل کون کون سی قوم ختنہ کرتی ہے؟ اس کے درباریوں نے جواب دیا کہ ہمارے علم میں تو یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا اور آپ کو یہودیوں کی وجہ سے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اپنی حکومت کے مختلف شہروں میں حکم بھجوادیں کہ یہود کو قتل کرنا شروع کر دیا جائے، لیکن ابھی یہ معاملہ اسی مرحلہ پر تھا کہ ہرقل کو ریاست غسان کے رئیس کی طرف سے یہ اطلاع پہنچی کہ عرب میں ایک شخص محمد نامی (ﷺ) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اسے ملک میں کامیابی ہورہی ہے۔ ہرقل نے اس خبر کے سننے پر ہدایت دی کہ فوراً معلوم کیا جائے کہ آیا عرب لوگ ختنہ کرتے ہیں یا نہیں۔ جس پر اسے بتایا گیا کہ عرب لوگ ختنہ کرتے ہیں۔ ہرقل نے بے ساختہ کہا۔ تو پھر یہی اس امت کا بادشاہ معلوم ہوتا ہے اور ہرقل نے مزید احتیاط کے طور پر اپنے ایک رفیق کو جو ایک بڑا عالم انسان تھا رومیۃ میں خط لکھا اور اس معاملہ میں اس کی بھی رائے پوچھی۔

لیکن اس عرصہ میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا خط ہرقل کو پہنچ گیا اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس جگہ بخاری کے الفاظ میں ہی یہ روایت درج کر دیں کیونکہ وہی اس تعلق میں صحیح ترین اور مفصل ترین روایت ہے۔ سو عبداللہ بن عباس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے بیان کرتے ہیں کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کی طرف اسلام کی دعوت کا خط لکھا اور اپنا یہ خط دحیہ کلبی کے ہاتھ بھجوایا اور آپؐ نے دحیہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ آپؐ کے اس خط کو بُصریٰ کے رئیس کے پاس لے جائیں تاکہ وہ اسے آگے قیصر کے پاس بھجوادے۔ اس زمانہ میں قیصر روما سلطنت فارس کے خلاف فتح پانے کے شکرانے میں حمص سے ایلیا کی طرف پیدل چل کر آیا تھا اور ایلیا (بیت المقدس) میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط قیصر کو پہنچا۔ قیصر نے جب خط کو پڑھا تو ہدایت دی کہ اگر اس مدعی رسالت کی قوم کا کوئی شخص یہاں موجود ہو تو اسے تلاش کر کے پیش کیا جائے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ان دنوں میں اپنے بعض قریش ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف تجارت کی غرض سے گیا ہوا تھا اور یہ صلح حدیبیہ کے بعد کا زمانہ تھا۔ ابوسفیان نے بتایا کہ قیصر کے آدمی ہمیں تلاش کر کے ایلیا میں لے گئے اور قیصر کے سامنے پیش کیا۔ اس وقت قیصر اپنی پوری شان کے ساتھ دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سر پر حکومت کا تاج تھا اور اس کے اردگرد روما کے بڑے بڑے درباری موجود تھے۔ قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان عرب لوگوں سے پوچھو کہ اس مدعی رسالت کا سب سے قریبی رشتہ دار کون ہے۔ ابوسفیان نے عرض کیا میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے قریبی رشتہ دار ہوں اور وہ رشتہ میں میرے چچا کا بیٹا ہے۔ ابوسفیان بیان کرتا ہے کہ قیصر نے مجھے اپنے قریب بلایا اور میرے ساتھیوں کو اپنے سامنے مگر میری پیٹھ کی طرف کھڑا کر دیا۔ پھر اس نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس سے اس شخص کے متعلق بعض سوالات کرنا چاہتا ہوں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پس اگر ابوسفیان اپنے جواب میں کوئی بات غلط بیان کرے تو تم مجھے فوراً بتادینا (ابوسفیان کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی یہ محسوس کریں گے میں نے کوئی جھوٹ بولا ہے تو میں اس موقع پر ضرور کوئی نہ کوئی غلط بات کہہ جاتا مگر میں سچی سچی بات کہنے پر مجبور ہوگیا) اس کے بعد قیصر نے ترجمان کے ذریعہ اپنے سوالات شروع کئے۔

قیصر۔ اس مُدّعی کا تمہاری قوم میں حسب نسب کیا ہے؟

ابوسفیان۔ وہ ہم میں اچھے نسب کا ہے اور شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

قیصر۔ کیا اس سے پہلے تم میں سے کسی شخص نے اس قسم کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا اس دعویٰ سے پہلے تم نے مدعی کے خلاف کبھی جھوٹ کا الزام لگتے سنا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا اس مدعی کو بڑے بڑے لوگ مان رہے ہیں یا کہ کمزور اور غریب مزاج لوگ؟

ابوسفیان۔ کمزور اور غریب لوگ۔

قیصر۔ کیا اس کے ماننے والے بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟

ابوسفیان۔ بڑھ رہے ہیں۔

قیصر۔ کیا ان میں سے کبھی کوئی شخص اس کے دین کو بُرا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا یہ شخص کبھی اپنے عہد کو توڑتا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔ لیکن آج کل ہمارا اور اس کا ایک معاہدہ چل رہا ہے اس کے متعلق ہمیں ڈر ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ آگے چل کر کیا ہوگا۔ (ابوسفیان کہتا ہے کہ مجھے اس موقع پر اس فقرہ کے سوا کوئی اور موقع نہیں مل سکا کہ میں اپنی طرف سے آپؐ کے خلاف کوئی بات لگا سکوں)

قیصر۔ کیا کبھی اس کے ساتھ تمہاری کوئی جنگ ہوئی ہے؟

ابوسفیان۔ ہاں جنگ ہوئی ہے۔

قیصر۔ پھر اس جنگ کا نتیجہ کیا نکلتا رہا ہے؟

ابوسفیان۔ یہ جنگ ایک اوپر چڑھنے والے اور نیچے گرنے والے ڈول کی طرح رہی ہے کہ کبھی اسے غلبہ ہو جاتا ہے اور کبھی ہمیں۔

قیصر۔ یہ مدعی تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کو ایک سمجھو اور شرک نہ کرو۔ اور وہ ہمیں اپنے باپ دادوں والی عبادت سے روکتا ہے اور کہتا ہے نماز پڑھو اور صدقہ دو اور برائیوں سے بچ کر رہو اور اپنے عہدوں کو پورا کرو اور امانتوں میں خیانت نہ کیا کرو۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 802 تا 806، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے،
اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کرلیا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے ازخود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ
بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے ✿ ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جوراز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے ✿ دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

مخالفت مومنوں کے لئے ترقی کا ذریعہ

ہماری ذاتی مشکلات میں سے سب سے پہلے احرار کی مخالفت ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اِن کی مخالفت کا سوال ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو اِس کا یہ ہے کہ لوگوں کے اندر مخالفت ہوتی ہے اور وہ مخالفت کی وجہ سے ہماری باتوں کے سُننے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اُن کے دلوں میں غصّہ پیدا ہوتا ہے یہ چیز تو ہمارے لئے بُری ہوتی ہے۔ مگر ایک صورت یہ بھی ہوا کرتی ہے کہ جب کوئی شخص مخالفت کی باتیں سُنتا ہے تو وہ پھر کریدتا ہے کہ اچھا! یہ ایسے گندے لوگ ہیں۔ ذرا مَیں بھی تو جا کے دیکھوں اور جب وہ دیکھتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے کہ جو باتیں مجھے اُنہوں نے بتائی تھیں وہ تو بالکل اور تھیں اور یہ باتیں جو کہتے ہیں بالکل اور ہیں اَور وہ ہدایت کو تسلیم کر لیتا ہے۔

مجھے خوب یاد ہے مَیں چھوٹا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں تشریف رکھتے تھے، مجلس لگی ہوئی تھی کہ ایک صاحب رام پور سے تشریف لائے۔ وہ رہنے والے تو لکھنؤ یا اُس کے پاس کے کسی مقام کے تھے، چھوٹا سا قد تھا، دُبلے پتلے آدمی تھے۔ ادیب تھے، شاعر تھے اور اُن کو محاوراتِ اُردو کی لُغت لکھنے پر نواب صاحب رام پور نے مقرر کیا ہوا تھا، وہ آ کے مجلس میں بیٹھے اور اُنہوں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں رام پور سے آیا ہوں اور نواب صاحب کا درباری ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو یہاں آنے کی تحریک کس طرح ہوئی؟ اُنہوں نے کہا مَیں بیعت میں شامل ہونے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے۔ اِس طرف تو ہماری جماعت کا آدمی بہت کم پایا جاتا ہے، تبلیغ بھی بہت کم ہے، آپ کو اس طرف آنے کی تحریک کس نے کی؟ تو یہ لفظ میرے کانوں میں آج تک گونج رہے ہیں اور مَیں آج تک اس کو بھول نہیں سکا حالانکہ میری عمر اُس وقت سولہ سال کی تھی کہ اِس کے جواب میں اُنہوں نے بے ساختہ طور پر کہا کہ یہاں آنے کی تحریک مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کی۔ مَیں تو شاید اپنی عمر کے لحاظ سے نہ ہی سمجھا ہوں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر ہنس پڑے اور فرمایا۔ کس طرح؟ اُنہوں نے کہا مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتابیں دربار میں آئیں۔ نواب صاحب بھی پڑھتے تھے اور مجھے بھی پڑھنے کے لئے کہا گیا تو مَیں نے کہا جو جو حوالے یہ لکھتے ہیں مَیں ذرا مرزا صاحب کی کتابیں بھی نکال کر دیکھ لوں کہ وہ حوالے کیا ہیں۔ خیال تو مَیں نے یہ کیا کہ مَیں اِس طرح احمدیت کے خلاف اچھا مواد جمع کر لوں گا لیکن جب مَیں نے حوالے نکال کر پڑھنے شروع کئے تو ان کا مضمون ہی اَور تھا۔ اِس سے مجھے اور دلچسپی پیدا ہوئی اور مَیں نے کہا کہ چند اور صفحے بھی اگلے پچھلے پڑھ لوں۔ جب مَیں نے وہ پڑھے تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کی شان اور آپ کی عظمت جو مرزا صاحب بیان کرتے ہیں وہ تو اِن لوگوں کے دلوں میں ہے ہی نہیں۔ پھر کہنے لگے مجھے فارسی کا شوق تھا۔ اِتفاقاً مجھے درثمین فارسی مل گئی اور مَیں نے وہ پڑھنی شروع کی تو اِس کے بعد میرا دل بالکل صاف ہو گیا اور مَیں نے کہا کہ جا کر بیعت کر لوں۔

تو مخالفت ایک رنگ میں مفید بھی ہوا کرتی ہے اور ایک رنگ میں مُضر بھی ہوا کرتی ہے یعنی لوگ جوش میں آ جاتے ہیں اور بعض دفعہ فساد کرنے لگ جاتے ہیں اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ سلسلہ کی باتیں سُننے سے آئندہ محروم رہ جاتے ہیں۔ پس اِن دونوں نقطۂ نگاہ سے ہمیں اپنے نظریئے تبدیل کرنے پڑتے ہیں۔ جو مخالفت کا نقطۂ نگاہ ہے اس سے ہم کو اپنا یہ نقطہ نگاہ تبدیل کرنا پڑتا ہے کہ ہم جس چُستی کے ساتھ اپنا لٹریچر لکھ رہے تھے، جس طرز سے ہم اپنا لٹریچر لکھ رہے تھے، جس طرح ہم اِس کی اشاعت کر رہے تھے، جس طرح ہم تبلیغ کر رہے تھے ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ہم پُرانے ڈگر پر چل سکیں اور اپنے پُرانے طریق پر لوگوں تک پہنچ سکیں کیونکہ اب لوگوں کے دل ہماری نسبت انقباض محسوس کر رہے ہیں اور اب ہمیں ان تک پہنچنے کے لئے نئے طریقے اور نئی طرزیں ایجاد کرنی پڑیں گی۔ اور جہاں تک لوگوں کو توجہ ہوتی ہے اس کے لحاظ سے ہمارے لئے سہولت پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگ خود ہمارے گھروں تک پہنچتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے اِس زمانہ میں بھی مخالفت کے باوجود کئی لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ یہی بتاتے ہیں کہ ہم نے مخالفوں کی باتیں سُنیں اور اس کی وجہ سے سلسلہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

(چشمہ ہدایت، انوار العلوم جلد 22 صفحہ 433 تا 435)

مخالفت توجہ الٰہی سلسلہ کی طرف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دفعہ ہم نے ایک واقعہ سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دشمن جب ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو ہمیں امید ہوتی ہے کہ ان میں سے سعید روحیں ہماری طرف آ جائیں گی لیکن جب نہ تو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور نہ ہی مخالفت کرتے ہیں اور بالکل خاموش ہو جاتے ہیں تو یہ بات ہمارے لئے تکلیف دہ ہوتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کی مثال اُس بڑھیا کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کچھ پاگل سی تھی اور شہر کے بچے اُسے چھیڑا کرتے تھے اور وہ انہیں گالیاں اور بددعائیں دیا کرتی تھی آخر بچوں کے ماں باپ نے تجویز کی کہ بچوں کو روکا جائے کہ وہ بڑھیا کو دِق نہ کیا کریں چنانچہ انہوں نے بچوں کو سمجھایا مگر بچے تو بچے تھے وہ کب باز آنے والے تھے یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر بچوں کے والدین نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور دروازوں کو بند رکھا جائے چنانچہ انہوں نے اِس پر عمل کیا اور دو تین دن تک بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا۔ اس بڑھیا نے جب دیکھا کہ اب بچے اسے دِق نہیں کرتے تو گھر گھر جاتی اور کہتی کہ تمہارا بچہ کہاں گیا ہے؟ کیا اسے سانپ نے ڈس لیا ہے؟ کیا وہ ہیضہ سے مر گیا ہے؟ کیا اس پر چھت گر پڑی ہے؟ کیا اس پر بجلی گر گئی ہے؟ غرض وہ ہر دروازہ پر جاتی اور اس قسم کی باتیں کرتی آخر لوگوں نے سمجھا کہ بڑھیا نے تو پہلے سے بھی زیادہ گالیاں اور بددعائیں دینی شروع کر دی ہیں اس لئے بچوں کو بند رکھنے کا کیا فائدہ اُنہوں نے بچوں کو چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے یہی حالت نبی کی ہوتی ہے۔ جب مخالفت تیز ہوتی ہے تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے اور جب مخالف چپ کر جاتے ہیں تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو لوگوں کی توجہ الٰہی سلسلہ کی طرف پھر نہیں سکتی۔

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے اہم واقعات، انوار العلوم جلد 19 صفحہ 152)

کامل اخلاق ہی سے فضل ملتا ہے

مومن کو سب سے زیادہ توجہ روحانی تعلق کی طرف کرنی چاہئے ان لوگوں کی طرح نہیں جو آج کل سمجھتے ہیں کہ منہ سے اقرار کافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت زبان کی نہیں ہو سکتی بلکہ دل سے ہی ہو سکتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انسان ہر شَے پر قبضہ کر لیتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ منہ کی تھوک سے یا ایک قطرہ سے پہاڑ ڈھک جائے مگر بادلوں سے ڈھک جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر دل سے محبت کا دھواں اُٹھے تو اس سے اہم نتائج پیدا ہوں گے مگر جو منہ سے دعویٰ کرتا ہے وہ پاگل ہے اس نہ دین ملے گا نہ دنیا۔ مومن کو کامل بننے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ کسی نے کہا ہے۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

جب تک کوئی انسان کمال حاصل نہ کرے انعام نہیں مل سکتا۔ مذہب میں داخل ہونے سے بھی کمال ہی فائدہ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ آج کل ہم سے فائدہ وہی اُٹھاتے ہیں جو گہرا تعلق رکھتے ہیں یا تو پوری مخالفت کرنے والے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ دوسرے چھوٹے موٹے مولویوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں یا کامل اخلاص رکھنے والے۔ ادنیٰ تعلق فائدہ نہیں دیتا۔ اصل میں کمال ہی سے فضل ملتا ہے بغیر اس کے انسان فضل سے محروم رہتا ہے۔ اگر انسان ہرچہ بادا باد کشتی مادر آب انداختیم“ کہہ کر خدا تعالیٰ کی طرف چل پڑے تو اُس کے ساتھ بھی پہلوں کا سا معاملہ ہوگا۔ آخر خدا تعالیٰ کو کسی سے دشمنی نہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دے اور اس کے آستانہ پر گرا دے اس سے آپ ہی آپ اسے سب کچھ حاصل ہو جائے گا اور جو ترقی اس کیلئے ضروری ہوگی وہ آپ ہی آپ مل جائے گی۔ آگ کے پاس بیٹھنے والے کے اعضاء کو دیکھو سب گرم ہوں گے اس کا چہرہ ہاتھ پاؤں جہاں ہاتھ لگاؤ گے گرم محسوس ہوگا۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے کوئی شخص سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کے پاس آئے اور اُس کے پاس بیٹھ جائے اور خدا تعالیٰ کا وجود اُس کے اندر سے ظاہر نہ ہو۔ آگ کے اندر لوہا پڑ کر آگ کی خصوصیات ظاہر کرنے لگ جاتا ہے گو وہ آگ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے لوگوں سے خاص معاملات ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں کُنْ فَیَکُوْنُ والی چادر پہنا دیتا ہے۔ حتی کہ نادان اُن کو خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ تو صرف خدا تعالیٰ کی صفات کا عکس پیش کر رہے ہوتے ہیں۔

پس اگر کوئی مذہب سے فائدہ اُٹھانا چاہے تو اُس کا طریق یہی ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے گاتی طور پر ڈال دے لیکن اگر قوم کی قوم اس طرح کرے تو اس پر خاص فضل ہوں گے اور وہ ہر میدان میں فتح حاصل کرے گی۔ ہماری جماعت کیلئے بھی یہی قدم اٹھانا ضروری ہے مگر بہت سے لوگ صرف کہ دینا کافی سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنی چاہئے کہ ایک طبعی شے بن جائے صرف جھوٹا دعوی نہ ہو کیونکہ جھوٹ اور خدا تعالیٰ کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ جھوٹ ایک ظلمت ہے اور خدا تعالی کی محبت ایک نور پس نور اور ظلمت کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ ایسے شخص کے اندر نہ سستی ہو نہ فریب نہ دعا کیونکہ یہ سب ظلمات ہیں اور خدا تعالیٰ ایک نور ہے۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 470، 471)

(تذکار مہدی صفحہ 145 تا 149، ایڈیشن 2020، یوکے)

۞۞۞۞

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ۞ وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے ۞ جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

طالبِ دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین ہنگل باغبانہ، قادیان

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ
برمپٹن (Brampton) ویسٹ ریجن کینیڈا کے صدران جماعت اور اراکین مجلس عاملہ کی ملاقات

- ایسا منصوبہ بنائیں جس سے ہر علاقہ میں لوگوں کو معلوم ہو کہ اسلام کیا ہے اور اس کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ غیر مسلم جو اسلام کا چہرہ دیکھ رہے ہیں وہ حقیقی چہرہ نہیں
- مربیان، صدران اور عاملہ کو خود اپنے ذاتی نمونے پیش کرنے چاہئیں
- جو فیملیاں رابطے نہیں رکھتیں انہیں مستقل سمجھاتے رہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتے رہیں
- حصہ جائیداد کی ادائیگی کے متعلق سوال پر حضور انور کی راہنمائی

مورخہ 24 نومبر 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ برمپٹن ویسٹ ریجن، کینیڈا کے صدرانِ جماعت اور اراکینِ مجلس عاملہ کو بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وفد نے اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے خصوصی طور پر کینیڈا سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ یہ ملاقات اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔

ملاقات کا آغاز دعا سے ہوا جس کے بعد حضورِانور نے تمام اراکین کو خوش آمدید کہتے ہوئے السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا۔

اس کے بعد تمام شاملینِ مجلس کو انفرادی طور پر اپنا تعارف پیش کرنے اور اس دوران عصرِ حاضر کے مسائل اور جماعتی امور پر حضورِانور سے قیمتی ہدایات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ حضورِانور نے اراکین کے سوالات کے جوابات دیے اور ان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کے بارے میں ان کی راہنمائی فرمائی۔

حضورِانور نے سیکرٹری صاحب تبلیغ سے استفسار فرمایا کہ انہوں نے کیا تبلیغی ہدف مقرر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مرکز کی جانب سے بیس بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ اس پر حضورِانور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ بس! کینیڈا کی کل آبادی کتنی ہے؟ جواباً عرض کیا گیا کہ کینیڈا کی آبادی چار کروڑ سے زائد ہے۔ جسے سماعت فرما کر حضورِانور نے ہدایت فرمائی کہ ٹارگٹ بڑا رکھنا چاہیے۔ مرکز نے کیا ٹارگٹ دینا تھا، خود بھی تو initiative لیا کریں۔ مرکز آپ کو انگلی پکڑ کر تو نہیں چلائے گا۔ آپ مرکز کے نمائندے ہیں، خود مرکز کو بتائیں کہ اتنا بڑا ٹارگٹ ہم نے مقرر کیا ہے۔

حضورِانور نے اراکینِ عاملہ سے ان کی تبلیغی مساعی کے بارے میں مزید دریافت کی جس پر انہوں نے بین المذاہب پروگرامز سمیت مختلف مساعی کا ذکر کیا جن کے ذریعے اسلام احمدیت کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ اس پر حضورِانور نے ان کوششوں کو مزید وسعت دینے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو تھوڑے سے لوگوں کو آپ نے متعارف کروایا ہے۔ اتنا کریں کہ ایک دفعہ ساری آبادی کو تعارف تو ہو جائے۔ مَیں نے آج سے پندرہ سال پہلے کہا تھا کہ کم از کم دس فیصد آبادی تک اسلام کا پیغام پہنچ جائے، تعارف تو ہو، اس کے بعد آگے بڑھنا ہے۔ اب تک کہیں کا کہیں پہنچ جانا چاہیے تھا۔

کوئی ایسا منصوبہ بنائیں جس سے ہر علاقے میں لوگوں کو معلوم ہو کہ اسلام کیا ہے اور اس کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ غیر مسلم جو چہرہ مسلمانوں کا دیکھتے ہیں، وہ حقیقی چہرہ نہیں، اصل تعلیم کا تعارف کروانا ضروری ہے۔ اس کے لیے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ساتھ مل کر کام کریں۔ متحد ہو کر ایک منظم کوشش (concerted effort) ہونی چاہیے۔

ایک ممبر عاملہ نے حضورِانور سے سوال کیا کہ اگر جماعت اور شوریٰ کے انتخابات میں پہلی دفعہ کورم پورا نہ ہو تو اس صورتحال میں کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا کہ یہ معاملہ ایسا ہے جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ احبابِ جماعت کی تربیت کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔

اس ضمن میں سیکرٹری تربیت کے بنیادی کردار کو اجاگر کرتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ لوگوں سے رابطے کریں، ان کو قریب لائیں۔ ان کو جماعت کے نظام اور اس کے کاموں کی اہمیت کا پتا ہو۔ شوریٰ اور انتخاب کی اہمیت ان کے ذہن نشین کرائیں۔ جب یہ شعور پیدا ہوگا تو وہ خود آئیں گے اور کورم پورا کریں گے۔ یہ سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ ہر لحاظ سے تربیت کرے نہ کہ صرف خانہ پُری کے لیے رسمی رپورٹس بھیج دیں کہ کتنی نمازیں پڑھی ہیں، قرآنِ شریف کتنا پڑھا، حالانکہ کسی نے پڑھا کہ نہیں پڑھا، وہ آپ کو نہیں پتا، خط میں لکھ دیا کہ چار سَو میں سے دو سَو یا سَو نے پڑھ لیا۔ یہ تربیت نہیں ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ تربیت یہ ہے کہ افرادِ جماعت کے دل میں یہ راسخ کیا جائے کہ ان کے کچھ فرائض ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی ہے، ہمارے کچھ کام ہیں ان کی ادائیگی ہے اور عبادت کے علاوہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے کہ جب جماعتی نظام میں تم شامل ہوتے ہو تو اس کی پابندی کرو۔ ہم نے یہ عہد کیا ہے، ہر دفعہ عہد لیتے ہیں، خدام لیتے ہیں، انصار لیتے ہیں، لجنہ لیتی ہیں، اپنے اپنے اجلاسوں میں عہد لیتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ تو پھر مقدم رکھنے کا تو یہی مطلب ہے کہ اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر، پیچھے کر کے جو جماعتی ضروریات ہیں ان کے لیے آگے آئیں۔ اور اگر سال میں ایک دفعہ یا دو، تین سال بعد اگر اجلاس میں جو الیکشن ہوتا ہے، اس میں اگر نہیں آ سکتے تو کیا عہد پورا کیا؟ عہدوں کا پورا کرنا بھی ذمہ داری ہے۔

حضورِانور نے سیکرٹری تربیت کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید فرمایا کہ یہ سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں اچھی طرح ڈالیں کہ تم نے عہد پورے کرنے ہیں۔ صرف سطحی قسم کی رپورٹ دے دینا یا روایتی رپورٹ دے دینا کہ ہمارے اتنے لوگ نماز پڑھتے ہیں، کون سا کمال کر دیا، نماز تو فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں اور عبادت کی تعریف آپؑ نے یہی کی کہ نماز۔ پانچ وقت نمازیں پڑھو۔ تو یہ پانچ وقت نمازیں پڑھ لینا تو کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ یہ تو فرض ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کر رہے تو پھر وہ احمدی کس بات کے ہیں؟ قرآنِ شریف پڑھنا ہے۔ تلاوت کرنی چاہیے، یہ ضروری ہے۔ چاہے ایک رکوع، دو رکوع پڑھیں، تبھی دین کا علم حاصل ہوگا۔ یہ بھی ایک احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو باقی کام ہیں، جو انتظامی کام ہیں، ان میں اپنا ہاتھ بٹانا، ان میں اپنا وقت دینا، تبلیغ کے لیے باہر نکلنا، تربیت کے پروگراموں کے لیے باہر نکلنا، اپنے گھروں میں تربیتی ماحول پیدا کرنا، یہ زائد چیزیں ہیں، جو ہر احمدی کو کرنی چاہئیں۔ اس کا پھر ایک ماحول ہو، جب سارے یہ کر رہے ہوں گے، تو یہ جو مشترکہ کوشش ہے، یہ پھر ان کو بہتر کرے گی۔ پھر ان کو شکوہ نہیں ہوگا کہ آج تین سال کے بعد مجلس انتخاب کا اعلان ہوا ہے تو کورم پورا نہیں ہوا یا الیکشن کے وقت کورم پورا نہیں ہوا۔ یا خدام الاحمدیہ کو شکوہ نہیں رہے گا، یا لجنہ کو نہیں رہے گا، انصار اللہ کو نہیں رہے گا۔ ہر ایک کے اپنے اپنے کورم وقت پہ پورے ہوتے رہیں گے۔ تو یہ تو ایک روح پیدا کرنے والی بات ہے۔

حضورِانور نے جماعتی ترقی کے لیے سیکرٹری تربیت کے کلیدی کردار کو اجاگر کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ سیکرٹری تربیت کا بہت بڑا کام ہے۔ سیکرٹری تربیت فعال ہو تو امورِ عامہ کا کام بھی ختم ہو جاتا ہے، تبلیغ کے کام میں مدد مل جاتی ہے، مال کے شعبے کو بھی مدد مل جاتی ہے۔ ہر آدمی کو خود احساس ہوگا کہ مَیں نے کرنا ہے۔ جن کی تربیت اچھی ہے، جن کو پتا ہے کہ قربانی کی روح کیا ہے اور ہمارا مقصد کیا ہے وہ مالی قربانی بھی کرتے ہیں، وقت کی قربانی بھی دیتے ہیں۔ تو یہ سارے شعبے تربیت کے ہیں۔ اگر آپ فعّال ہو گئے اور آپ کا شعبہ فعّال ہو گیا اور مربیان اس لحاظ سے سب کی تربیت کرنے لگ جائیں تو مسائل خود ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

آخر پر حضورِانور نے احبابِ جماعت کی اصلاح کے ضمن میں اراکینِ عاملہ کے ذاتی نمونے قائم کرنے کے حوالے سے اس پیرائے میں توجہ دلائی کہ باجماعت نماز پڑھنے والے تو آپ کے عاملہ کے ممبران بھی نہیں ہوں گے، جو سَو فیصد پانچ نمازیں باجماعت پڑھ لیتے ہوں۔ تو جب عاملہ میں یہ حال ہے تو باقیوں کا کیا حال ہوگا؟

ایک شریکِ مجلس نے حضورِانور سے راہنمائی طلب کی کہ ایسے خدام یا لجنہ جو سٹوڈنٹ ہوتے ہیں اور یونیورسٹی سے پڑھ کر یا اپنی تعلیم مکمل کر کے جب ملازمت شروع کرتے ہیں یا کاروبار کرتے ہیں تو ان کی یہ transition ہمارے لیے چندے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو طویل عرصے تک سٹوڈنٹ ہی ظاہر کرتے رہتے ہیں اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ مالی تحریکات میں انہیں شامل کریں لیکن ہمیں مشکل ہوتی ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اگر سٹوڈنٹس کو اس بات کا علم ہو کہ ان کا تعلق مسجد سے ہے اور وہ یہاں آتے ہیں تو مربیان انہیں خطبات میں تلقین کرتے رہیں کہ جو کمانے والے ہیں، وہ اپنا چندہ دیتے رہیں۔ اگر کسی سٹوڈنٹ کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں تو وہ لکھ کر دے سکتے ہیں کہ وہ سٹوڈنٹ ہیں اور ان کے اخراجات پورے نہیں ہوتے، اس لیے وہ باقاعدہ چندہ نہیں دے سکتے، مگر وہ باقی تحریکات میں حصہ لیتے رہیں گے۔

یہ تو تربیت کا شعبہ ہے، ان کو بتاتے رہیں، چیلنج کا کیا ہے؟ یہ تو وہی بات ہے کہ آپ جتنا تعلق ان سے جوڑیں گے اتنا ہی وہ آپ کے کام آنے والے ہوں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دیتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہی کہا تھا کہ پرندے پکڑ و اور ان کو کونوں میں بٹھا دو۔ فَصُرۡهُنَّ۔ پھر ان کو اپنی طرف بلاؤ۔ تمہاری تربیت اگر صحیح ہے تو تربیت کر کے ان کو چھوڑ دو، رکھ دو، تم انہیں بلاؤ گے تو وہ تمہارے پاس آئیں گے۔

حضورِانور نے یہ بھی فرمایا کہ مربیان، صدران، تربیت والوں اور عاملہ کو چاہیے کہ وہ خود اپنے ذاتی نمونے پیش کریں۔ پھر وہ خود ہی آتے رہیں گے۔ اگر یہ نمونے ہوں گے کہ، لوگ آپ سے خوفزدہ رہیں یا بعض حرکتوں کی وجہ سے کچھ تحفظات ہوں تو پھر تو کوئی نہیں آئے گا۔

اگلا سوال یہ تھا کہ اس وقت جماعت کے دو بہشتی مقبرہ جات قادیان اور ربوہ میں موجود ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ مستقبل میں کسی تیسری جگہ بھی اس کا قیام عمل میں لایا جائے گا؟

حضورِانور نے فرمایا کہ بہشتی مقبرہ تو وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں قادیان میں قائم کیا۔ اس کے بعد ربوہ میں بھی ایک بہشتی مقبرہ ہے جو کہ خلیفہ ثانیؓ نے قائم فرمایا اور وہاں نبی کی بیوی حضرت امّاں جان اُمّ المومنینؓ اور ان کی اولاد دفن ہے۔ اس کی حد تک تو ہم کہہ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں خود لکھا ہے کہ اس طریق پر دوسرے ملکوں میں بھی قبرستان قائم کیے جائیں گے۔ تو وہ قبرستان موصیان ہر

جگہ قائم ہیں جو ’مقبرۂ موصیان‘ کہلاتا ہے، آپ کے ملک کینیڈا میں بھی ہے، جہاں وصیّت والوں کو علیحدہ دفن کرتے ہیں۔ یہاں بھی ہم نے رکھا ہوا ہے، ہمارے جو قبرستان ہیں ان میں ایک حصّہ موصیوں کے لیے مختص کیا ہوا ہے۔ اس میں صرف وصیّت والے جاتے ہیں، تو اس کی اجازت باقاعدہ خلیفۂ وقت سے لیتے ہیں کہ یہ موصی یہاں دفن ہونا ہے اس کی اجازت دے دیں۔ تو وہ ’مقبرۂ موصیان‘ کہلاتا ہے۔ جو باہر کے غیر ملکی ہیں ان کی یادگار قادیان میں لگ جاتی ہے، جو پاکستانی origin کے ہیں، ان کی یادگار ربوہ میں لگ جاتی ہے تو وہ بہشتی مقبرے کا حصّہ بن جاتے ہیں۔

حضورِانور نے واضح فرمایا کہ مَیں تو نام نہیں دے سکتا، بہشتی مقبرے تو وہی ہیں، جو کسی وجہ سے ہیں۔ باقی ’’مقبرۂ موصیان‘‘ رسالہ الوصیّت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے الفاظ ہیں، وہ نکال کے دیکھ لیں۔

ایک شریکِ مجلس نے حضورِانور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ بعض فیملیز ایسی ہیں جو جماعتی اجلاسات اور دیگر پروگراموں میں شامل نہیں ہوسکتیں یا نہیں ہوتیں اور جماعت سے رابطہ بھی رکھنا نہیں چاہتیں۔ اور جب عہدیداران ان سے رابطہ کرتے ہیں تا ان کا بھی نظام کے ساتھ ایک مضبوط تعلق بن سکے، مگر پھر بھی انہیں کامیابی نہیں ہوتی، نیز راہنمائی طلب کی کہ اس سلسلے میں ایک عہدیدار کا کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے؟

حضورِانور نے اس پر راہنمائی فرمائی کہ مستقل ان کو سمجھاتے رہیں، کہتے رہیں، یہاں تک کہ یا تو وہ انکار کر دیں کہ ہم احمدی نہیں ہیں یعنی احمدی ہونے سے انکاری ہو جائیں۔ جب تک وہ کہتے ہیں ہم احمدی ہیں تو پھر اسے کہو یہ ہمارا نظام ہے اس سے تمہیں تعاون کرنا چاہیے، پیار سے محبت سے ان کو قریب لانے کی کوشش کرتے رہیں۔ عہدیداروں کا کام ہے کہ مستقل مزاجی سے ان کے لیے کوشش بھی کریں اور ان کے لیے دعا بھی کریں۔

حضورِانور نے عہدیداران میں پائے جانے والے عمومی رویے کی نشاندہی کرتے ہوئے ذاتی رابطوں کی اہمیت پر زور دیا کہ ہمارا یہ طریق ہے کہ عہدیدار، سیکرٹری مال بھی اس وقت جائے گا جب چندہ لینا ہے۔ سیکرٹری تربیت اس وقت جائے گا جب اس نے کوئی اجلاس کرنا ہے۔ صدر جماعت اس وقت جائے گا جب اس کا کوئی خاص مقصد ہوگا۔ ویسے کسی کا کوئی پتا ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے مَیں کہتا ہوں کہ عہدیداروں کے ذاتی رابطے ہوں۔ سیکرٹری مال صرف چندہ لینے نہ جائے، ویسے ہی جا کر کبھی کبھار آتے جاتے چندے کا ذکر کیے بغیر ایسے لوگوں کا حال احوال پوچھ لیا کرے۔ اسی طرح ان کو آتے جاتے سیکرٹری تربیت یا مربی بھی کہہ سکتا ہے کہ مسجد آیا کریں، اچھی بات ہے۔ تو مطلب ہے طریقے سے، حکمت سے ان کو بتایا جاسکتا ہے اور کہا جاسکتا ہے تو وہ لوگ آتے ہیں۔

حضورِانور نے دنیا داری میں پڑنے والے افراد کے لیے کوشش، دعا اور لائحہ عمل ترتیب دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ جو بالکل دنیا داری میں پڑ چکے ہیں، دین سے ہٹ ہی گئے ہیں تو ان کے لیے کوشش کریں، ان کے اپنے حالات کے مطابق کیا لائحہ عمل بنانا چاہیے، یہ تو آپ ہی دیکھ سکتے ہیں اور ساتھ ان کے لیے دعا کریں۔ لیکن چھوڑنا اس وقت تک نہیں جب تک وہ یہ نہ کہہ دے کہ مَیں احمدی نہیں ہوں۔ جب تک وہ یہ اقرار کر رہا ہے کہ مَیں احمدی ہوں تو پھر اس کو سمونے کی کوشش کرنی ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ کیا حصّہ جائیداد کے سلسلے میں جب گھر کی مالیت کی منظوری مرکز سے آجاتی ہے تو دو سال میں یا زیادہ سے زیادہ پانچ سال میں اس کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ کیونکہ پچھلے چند سالوں میں گھروں کی مالیت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اس لیے اگر اس میعاد کو بڑھا کر دس سال کر دیا جائے تو ادائیگی میں آسانی ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں حضورِانور کی راہنمائی درکار ہے۔

اس پر حضورِانور نے راہنمائی فرمائی کہ یہ تو شوریٰ نے ہی قاعدہ بنایا ہوا ہے کہ جس گھر میں آپ رہتے ہیں، پانچ سال تک اس کی ادائیگی کی اجازت ہے، اور جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو فوت ہونے کے بعد اس کی ادائیگی ورثاء نے کرنی ہے، وہ گھر کو بیچ کر کریں یا کوئی اَور جائیداد بیچ کر کریں، یا اس کی کوئی بچت یا reserve ہے، اس میں سے ادا کریں۔ تو وہ دو سال کے اندر اندر ادائیگی کریں۔

حضورِانور نے مزید فرمایا کہ قیمتیں تو دس سال میں بڑھ گئی ہیں، اگر بڑھ گئی ہیں تو اکثر گھروں کے مارگیج (mortgage) ہی ہیں۔ اس میں آپ مارگیج ادا کرتے ہیں ساتھ وصیّت بھی تھوڑی سی ادا کر دیا کریں، آسانی ہوتی جائے گی، ساتھ ساتھ اترتا جائے گا۔ موصی نے تو کہا تھا کہ مَیں اپنی جائیداد دیتا ہوں، اس نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اگر میری جائیداد کے بعد پیسے بچے تو میری بیوی بچے دے سکے تو دوں گا۔ جائیداد دیتا ہوں، یہ تو اس کی commitment ہے، تو اس جائیداد کو بیچ کر اتنا حصّہ دیتے ہیں۔

حضورِانور نے اس حوالے سے وضاحت فرمائی کہ اگر آپ بینک سے مارگیج لے رہے ہیں اور آپ کی وہ ادائیگی نہیں ہوتی، تو ڈیفالٹر ہو گئے ہیں، گھر کو بینک ملکیت میں لے لیتا ہے، یا پھر اس کو بولی میں لے جاتا ہے یا سیل کر دیتا ہے۔ اب اس میں سے جتنا حصّہ اپنی مارگیج کا ادا کر چکے ہیں، وہ نکالنے کے بعد باقی رقم اگر اس کی قیمت اس سے زیادہ ملی ہے، تو بینک اپنے پیسے نکال کے باقی آپ کو دے دے گا۔ اور اگر نہیں بنی تو وہ آپ کو bankrupt بنا کر بینک اپنا حصّہ لے لے گا اور گھر آپ کے ہاتھ سے چلا جائے گا۔

مارگیج کی ادائیگی اور ملکیت کے تعلق میں حضورِانور نے مزید بیان فرمایا کہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ آسانی اور سہولت یہی ہے کہ جتنی جتنی آپ مارگیج دیتے جاتے ہیں اتنا حصّہ آپ کی ملکیت میں آتا جاتا ہے۔ اگر آپ اس کی امانتاً رقم جمع کراتے جائیں، ان کو بتادیں کہ یہ مارگیج مَیں دے رہا ہوں، یہ میری ملکیت ہے، اس کا شمار کرتے جاؤ تو وہ چاہے آپ پانچ سال میں دیں، دس سال میں دیں، آپ کی شمار ہوجائے گی۔ تشخیص شروع میں کرالیں۔ اگر اس طرح آپ دے رہے ہیں تو جتنی جتنی مورگیج دیتے جائیں گے اس کا عرصہ لمبا چلا جائے گا۔ وہ آپ کی وصیت کی ادائیگی شمار ہوتی جائے گی، آپ کارپرداز میں نوٹ کرا دیں، یہ ہوسکتا ہے۔ اس پر لکھ کے امیر صاحب کے ذریعہ سے ایک تجویز بھجوادیں لیکن یہ کہنا کہ پوری ملکیت آپ کی ہے، آپ کا فری ہولڈ (freehold) ہوگیا، مورگیج کلیئر ہوگئی، سب کچھ ہوگیا، پراپرٹی اب آپ کے پاس آگئی۔ اس کے بعد آپ کہیں گے اب مَیں دس سال میں اس کی ادائیگی کروں تو اس کی تشخیص جو آپ کروا رہے ہیں، اس کی قیمت یہ ہے۔ پھر دس سال میں جب ادائیگی کر رہے ہیں تو دس سال میں جو اس کی قدر بڑھ گئی ہے پھر اس کو بھی پانچ سال بعد دوبارہ تشخیص کروائیں۔ پھر وصیّت بھی بڑھائیں۔ وہاں تو آپ آسانی لے رہے ہیں، پھر اس کا چندے میں بھی تو آگے قربانی کریں۔ سوال یہ ہے کہ پانچ سال میں قیمتوں میں ایک معقول اضافہ ہوتا ہے۔ اس کو ہم consider کر لیتے ہیں کہ پانچ سال کی قیمت فکس ہے، اس میں تم چندہ ادا کر دو تو تمہاری revalue نہیں ہوگا۔ لیکن پانچ سال کے بعد جب چھٹے سال یا ساتویں سال میں آپ جا کر کرتے ہیں تو وہ جو چار ملین کی پراپرٹی ہے وہ آٹھ ملین میں ہوجاتی ہے۔ تو آپ کہیں کہ مَیں وصیّت تو چار ملین پر دوں گا مگر پراپرٹی میری آٹھ ملین کی ہے۔ تو اب یہ قربانی تو نہ ہوئی۔

اب جس طرح آپ کے پیس ولیج (Peace Village) میں وہی جو مکان ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو لاکھ کے تھے وہ ڈیڑھ، دو ملین کے ہو چکے ہیں۔ اب آپ نے اگر آج سے دس سال پہلے اس کی چار یا پانچ لاکھ کی تشخیص کروائی تو آج وہ دو یا ڈیڑھ ملین کا ہے تو پھر آپ کو فائدہ ہوا، وصیّت کیا ہوئی؟ قربانی کیا ہوئی؟ تو اس دورانیہ کو دیکھنا ہوتا ہے کہ کتنے عرصہ اس کی قدر قائم رہتی ہے اس لیے پانچ سال کا عرصہ رکھا ہے، پانچ سال ایک سہولت ہے۔ باوجود اس کے کہ اس پانچ سال میں بھی اس کی قدر بڑھ گئی ہے لیکن آپ کو یہ سہولت دی جا سکتی ہے کہ آپ پانچ سال پہلے جو قیمت تھی، اسی پر وصیّت دے دیں۔

آپ کہتے ہیں کہ نہیں قیمت تو میری دو ملین ہو جائے گی لیکن وصیّت مَیں چار لاکھ پر دوں گا۔ تو پھر یہ قربانی کیا ہوئی؟ وصیّت کیا ہوئی؟ چندہ عام ادا کرنے والے اور وصیّت کرنے والے میں قربانی کا کوئی فرق تو ہونا چاہیے۔ پھر تو اس کی زیادہ قربانی ہوئی جو چندہ عام ادا کر رہا ہے۔ اپنی آمد میں سے دے تو رہا ہے، آپ تو داؤ لگا رہے ہیں۔

اس ملاقات کا آخری سوال جو حضورِانور کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا یہ تھا کہ آیا یہ احمدیوں کے لیے ممکن ہوگا کہ کسی وقت ہم فریضۂ حج بطور احمدی ادا کرسکیں گے؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دعا کریں، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہماری تو یہ خواہش بھی ہے اور دعا بھی ہے۔

لیکن بہرحال اب کم ازکم یہ سہولت ہوگئی ہے کہ آپ کو علیحدہ ایمبیسی (Embassy) کے ذریعہ جا کر پاسپورٹ نہیں لینا پڑتا، وہاں احمدی یا غیر احمدی کا سوال نہیں پیدا ہوتا، آپ کو آن لائن ویزہ مل جاتا ہے۔ یہ سہولت تو اِس وقت پیدا ہوگئی ہے تو آئندہ اللہ تعالیٰ مزید حالات بہتر کرے تو ہوسکتا ہے کسی وقت وہاں کا بادشاہ مزید اَور سہولتیں پیدا کر دے۔ باقی ہمارا کام دعا کرنے کا ہے، جب ہماری اتنی تعداد ہو جائے گی، تو ان شاء اللہ وہ سب مواقع پیدا ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں قبول کرنے یا پھیلنے میں تین سَو سال سے زائد عرصہ لگا تھا اور تمہیں تین سَو سال کا عرصہ نہیں گزرے گا، جب تم جماعتِ احمدیہ کی اکثریت دیکھو گے۔ تو جب ایسی حالت ہوگی تو ان شاء اللہ تعالیٰ عمرہ اور حج بھی ہو جائے گا۔

ملاقات کے اختتام پر حضورِانور نے تمام شاملینِ مجلس کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 5 دسمبر 2025ء)

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

’’آپ کی تمام فکریں دُنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں ترقی مقصد ہو اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا‘‘

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

’’احباب جماعت تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں اور یہی جماعت کے قیام کا مقصد ہے‘‘

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

ایم ٹی اے نے اس دفعہ دنیا کے تقریباً چھپن ممالک میں ایک سو انیس مراکز کے ساتھ جلسہ کو جوڑا......
یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے جو اس نے جماعت احمدیہ پر فرمایا ہے کہ ان نئی ایجادات کے ذریعہ تمام دنیا کے احمدیوں کو اکٹھا کر دیا ہے اُمّت واحدہ بننے کا یہ نظارہ دنیا میں اَور کہیں نظر نہیں آتا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم راگست 2025 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جلسہ سالانہ کی وجہ سے ایم ٹی اے نے کتنی تشہیر کی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایم ٹی اے نے اس دفعہ دنیا کے تقریباً چھپن ممالک میں ایک سو انیس مراکز کے ساتھ جلسہ کو جوڑا...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے جو اس نے جماعت احمدیہ پر فرمایا ہے کہ ان نئی ایجادات کے ذریعہ تمام دنیا کے احمدیوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ اُمّت واحدہ بننے کا یہ نظارہ دنیا میں اَور کہیں نظر نہیں آتا۔

سوال: حضور انور نے شاملین جلسہ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہاں یہ بات بھی سب شامل ہونے والوں کو یاد رکھنی چاہیے کہ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہاں کام کرنے والے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کریں۔ اس بات کا شکر کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے کام کرنے والوں کے کاموں میں آسانیاں پیدا کیں۔ ان کی مشکلات کو دُور کیا، ان کے ہر کام میں بہتری پیدا کرنے کی اور انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق دی اور اس طرح شاملین کے لیے سہولت کے زیادہ سامان میسر ہوئے، بہتر سامان میسر ہوئے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارس بننے کیلئے کیا ضروری ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس کے شکرگزار بندے بنو اور جب تم شکرگزاری کرو گے تو میں تمہیں اپنے فضلوں سے اور زیادہ نوازوں گا اور زیادہ فضل تم پر برساؤں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) کہ اگر تم شکر ادا کرو گے، شکرگزار بنو گے تو میں تمہیں اَور بھی زیادہ دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بننے کے لیے شکرگزاری کی ضرورت ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کیلئے شکر کا لفظ کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے لیے شکر کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو وہ قدردانی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ شکرگزاروں کی قدر کرتا ہے اور اس قدر کے نتیجہ میں پھر اللہ تعالیٰ ان کو اَور نوازتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو مالک ہے اس نے بندوں کا شکریہ تو ادا نہیں کرنا بلکہ اس کا قدر کرنا ہی اس شکرگزاری کی قدر کرنا ہے جو بندے کر رہے ہیں۔ پس وہ علم بھی رکھتا ہے اور اسے پتہ ہے کہ کون حقیقی شکرگزار ہے۔ اگر شکرگزاری حقیقی ہو گی تو وہ مزید نوازتا چلا جائے گا۔ یہ صرف باتیں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ شکرگزاری کا ایک جذبہ ہونا چاہیے اور یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت میں بہت پیدا کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتا چلا جائے۔

سوال: اس سال جلسہ سالانہ کی کتنی حاضری تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھیالیس ہزار سے اوپر حاضری تھی بلکہ لجنہ کی بعد کی جو رپورٹ ہے اس کے اندازے کے مطابق ان کی گنتی صحیح طرح شمار نہیں ہوئی اور انہوں نے بعد میں اپنی گنتی کی جو رپورٹ بھیجی ہے اس کو شامل کیا جائے تو مردوں اور عورتوں کو ملا کر کل تعداد پچاس ہزار بن جاتی ہے کیونکہ وہ کہتی ہیں ہم پچیس ہزار تھیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کاموں کی قدر کس طرح کرتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ان کاموں کی جو اس کی خاطر کیے جا رہے ہوں اس قدر قدر کرتا ہے کہ فرماتا ہے ان کا شکریہ ادا کرو اور ہم سے بھی یہی چاہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے شکرگزار بنیں تا کہ پھر ایک ایسا ماحول پیدا ہو جو مکمل طور پر شکرگزاری کا ماحول ہو جس میں ہر طرف سے شکرگزاری ہو رہی ہو اور یہی چیز ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔ یہ سب کام کرنے والے لوگ جیسا کہ میں نے کہا شکرگزاری کے مستحق ہیں۔ غیروں پر بھی اس کا بہت اثر ہے۔ ان کے جذبے کو دیکھ کر ان پر اثر ہوتا ہے۔

سوال: بیلجیم کے ایک مہمان نے اپنے کیا تاثرات بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بیلجیم کے ایک مہمان HansNoot صاحب جو کہ انسانی حقوق کی تنظیم ایچ آر ڈبلیو ایف (HRWF) کے نمائندے ہیں جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ غیر معمولی اجتماع کا حصہ بننا میرے لیے حقیقی خوشی تھی۔ یہ محض ایک یادگار تجربہ ہی نہیں بلکہ آپ کی گرمجوشی اور عمدہ مہمان نوازی کے باعث یہ گہرے اثرات چھوڑنے والا تجربہ بن گیا ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر ایک اجتماع کا انتظام جس میں ہزاروں افراد کئی دنوں تک شریک رہے یقیناً ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔ رضا کاروں سے گفتگو کے دوران مجھے معلوم ہوا کس طرح ہر شعبہ کئی مہینے قبل سے تیاری کا آغاز کرتا ہے۔ ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں اور افراد کو نہایت واضح طریقے سے تربیت دی جاتی ہے۔ مجھے صرف انتظامی مہارت نہیں بلکہ اس کے پیچھے موجود اخلاقی بنیاد بھی متاثر کن لگی۔ تربیت دینے والے صرف ضوابط کی وضاحت نہیں کرتے بلکہ اللہ اور انسانیت کی خدمت عاجزی اور ہر مہمان کی عزت و تکریم جیسی اقدار کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ اقدار ہر ذمہ داری میں نمایاں تھیں۔ کار پارک میں راہنمائی کرنے والے، ٹائلٹس صاف کرنے والے، کھانا پیش کرنے والے، رجسٹریشن کرنے والے یا سیکیورٹی پر بیگز چیک کرنے والے ہر فرد نے اپنی ذمہ داری کو وقار اور شفقت سے ادا کیا۔ ایک غیر جماعتی مہمان کے طور پر میں نے انتہائی مربوط نظام دیکھا اور نہ ہی کسی بڑے مسئلے یا تصادم کا مشاہدہ یا ذکر سنا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی جماعت نے امن اور عدم تشدد کی عملی تربیت کو گہرائی سے اپنا لیا ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ جو نمایاں پہلو میں نے دیکھا وہ تعلیم اور فکری ترقی کے لیے آپ کی جماعت کی سنجیدگی ہے۔ جلسے کے دوران نمایاں کارکردگی کرنے والے طلبہ کے اعلان ہوئے اور یہ اقدام ذاتی ترقی اور علم کے احترام کی عکاسی کرتا ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ جلسہ کے دوران میں نے بارہا حقیقی ہمدردی کے مظاہرے دیکھے۔ والدین کی اپنے بچوں سے شفقت، گروپ لیڈروں کا اپنی ٹیم کی خبر گیری، رضا کاروں کا از خود مدد کے لیے آگے بڑھنا، مہمانوں سے چاہے اجنبی ہی کیوں نہ ہوں پوچھنا کہ آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟ اور عمومی طور پر لوگ اپنی ذمہ داریوں سے بڑھ کر خدمت کرتے نظر آئے اور پھر یہ کہتا ہے کہ یہ دیکھ کر میں خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا کہ آپ کی جماعت روحانی تجدید اور فکری وسعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ آج بھی انسانوں سے کلام فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کو چھوڑ نہیں دیا بلکہ صالح قیادت اور الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کام جاری رکھا ہوا ہے۔

سوال: کارکنوں کو کس بات پر شکرگزار ہونا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کارکنوں کو بھی اس بات پر شکرگزار ہونا چاہیے کہ اگرچہ سارا سال انہیں تبلیغ یا جماعت کا پیغام پہنچانے کا اس طرح موقع نہیں ملتا جو اس کا حق ہے لیکن یہاں جلسے پر ڈیوٹیاں دیتے ہوئے ان کی ملاقات مختلف لوگوں سے ہوتی ہے۔ یہاں غیر بھی آتے ہیں۔ مختلف ممالک سے ایسے لوگ آتے ہیں جن کا جماعت سے ابتدائی تعارف ہوتا ہے اور وہ یہ دیکھنے آ رہے ہوتے ہیں کہ کیا واقعی یہ لوگ وہی ہیں جو یہ کہتے ہیں اور جب وہ ان کارکنوں کو جو مختلف پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں اس طرح کام کرتے دیکھتے ہیں اور ہر ایک عام مزدوروں والا کام کر رہا ہوتا ہے تو ان کو دیکھ کر ان پر اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ ایک خاموش تبلیغ ہے جس کا وہ اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ اس اظہار کے چند نمونے پیش کروں گا کیونکہ بے شمار نمونے ہیں۔ بے شمار لوگ مجھے اپنی رائے بھیج رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کے دلوں پر اثر ڈالتا ہے۔ جہاں وہ جلسے کی تقریروں سے متاثر ہو رہے ہوتے ہیں وہاں ہمارے کارکنوں کے کاموں اور بچوں کے رویوں سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ پس یہ خاموش تبلیغ اور اسلام کا حقیقی پیغام ہے جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔

✡✡✡

احادیث نبویہ کے حوالہ سے صفت مالکیت کے تحت مومنین پر عائد ہونے والی ذمہ داریاں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 6 اپریل 2007 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے صفت مالکیت کے لحاظ سے کون سی احادیث بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ امام نگران ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

سوال: اس حدیث میں کن چار لوگوں کو توجہ دلائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس حدیث میں چار لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک امام کو کہ وہ اپنی رعیت کا خیال رکھے۔ ایک گھر کے سربراہ کو کہ وہ اپنے بیوی بچوں یا اگر اپنے خاندان کا سربراہ ہے تو اس کا خیال رکھے۔ ایک عورت جو اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے ان کا خیال رکھے۔ ایک خادم جو اپنے مالک کے مال کا نگران ہے۔ پھر آخر میں فرمایا کہ یہ سب لوگ جن کے سپرد یہ ذمہ داری کی گئی ہے، یہ سب یاد رکھیں کہ جو مالک کُل ہے، جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس نے یہ ذمہ داریاں تمہارے سپرد کی ہیں وہ تم سے ان ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھے گا کہ صحیح طرح ادا کی گئی ہیں یا نہیں کی گئیں۔ جس دن وہ مالک یوم الدین جزا اور سزا کے فیصلے کرے گا اس دن یہ سب لوگ جوابدہ ہوں گے۔ اس لئے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ دل دہل جاتا ہے ہر اس شخص کا جو جزا سزا پر یقین رکھتا ہے۔

سوال: کس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہو گا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی

زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے۔

سوال: جماعت کو کیسے عہدیداروں منتخب کرنے چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جماعت کا کام ہے کہ ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو اس کے اہل ہوں اور ذاتی رشتوں اور تعلقات اور برادریوں کے چکر میں نہ پڑیں۔ اور اسی طرح خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں عہدیداروں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان افراد جماعت کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے (جیسا کہ میں نے پہلے کہا) جن پر اعتماد کرتے ہوئے بہترین عہدیدار منتخب کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے اور مالک کے مال کی نگرانی یہی ہے جو ہر فرد جماعت نے، جس کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے کرنی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے بیوی کو کس طرف توجہ دلائی ہے اس تعلق سے حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بیوی کو توجہ دلائی کہ خاوند کے گھر کی، اس کی عزت کی، اس کے مال کی اور اس کی اولاد کی صحیح نگرانی کرے۔ اس کا رہن سہن، رکھ رکھاؤ ایسا ہو کہ کسی کو اس کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ خاوند کا مال صحیح خرچ ہو۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے بلا وجہ مال لٹاتی رہتی ہیں یا اپنے فیشنوں یا غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرتی ہیں ان سے پرہیز کریں۔ بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں ہو کہ انہیں جماعت سے وابستگی اور خلافت سے وابستگی کا احساس ہو۔ اپنی ذمہ داری کا احساس ہو۔ پڑھائی کا احساس ہو۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کا احساس ہو تا کہ خاوند کبھی یہ شکوہ نہ کرے کہ میری بیوی میری غیر حاضری میں اپنی ذمہ داریاں صحیح ادا نہیں کر رہی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے حساب سے بچنے کے لئے ایک خوفزدہ شخص کی مثال حدیث میں کیا بیان کی گئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حساب سے بچنے کے لئے ایک خوفزدہ شخص کی مثال حدیث میں یوں دی گئی ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ نے مال اور اولاد عطا کی تھی۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارے لئے کیسا باپ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب سے بہتر باپ۔ اس نے کہا لیکن میں نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں چھوڑی اور جب میں اللہ کے حضور پیش ہوں گا تو مجھے عذاب دے گا۔ اس لئے دھیان سے سنو کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور جب میں کوئلہ بن جاؤں مجھے پیس دینا اور پھر اس طرح پیسنا کہ راکھ اتنی باریک ہو کہ جو ہلکی سی ہوا سے بھی اڑنے والی ہوتی ہے اور پھر کہا کہ جب شدید آندھی چلے تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا اور اس نے اس بات کا پختہ عہد لیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے رب کی قسم انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ نے اس راکھ کو، اس کو جو ہوا میں اڑائی گئی تھی کہا کہ تو ہو جا تو وہ مجسم شخص کی صورت میں کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راکھ کو اکٹھا کیا اور مجسم بنا دیا۔ پھر اللہ نے پوچھا اے میرے بندے! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا تھا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی اس پر رحم کرتے ہوئے کی۔

سوال: مالک کے مال کی نگرانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مالک کے مال کی نگرانی کے بارے میں بھی ہر شخص پوچھا جائے گا۔ اس کی کچھ مثال تو میں نے پہلے دے دی ہے، ایک تو ظاہری طور پر جو کسی کی ذمہ داریاں ہیں اگر وہ ادا نہیں کر رہا تو مال کی نگرانی نہیں کر رہا۔ ہر پیشہ کا آدمی اگر اپنے پیشے سے انصاف نہیں کر رہا تو اس کے سپرد حکومت کی طرف سے یا جماعت کی طرف سے یا معاشرے کی طرف سے جو ذمہ داری کی گئی ہے اس نے اس کی ادائیگی نہیں کی اور وہ جہاں دنیاوی قانون اور قواعد کے لحاظ سے اس دنیا میں محکمانہ طور پر اس کا جوابدہ ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہے۔ یا پھر روحانی نظام میں، جماعت کے نظام میں عہدیداران اور بڑے پیمانے پر امام تک بات پہنچتی ہے کہ جماعت کے افراد جو اللہ کا مال ہیں ان کی تربیت کی طرف توجہ نہ دے کر صحیح طرح نگرانی نہیں کی گئی۔ اگر دنیاوی حکومتیں بھی یہ سمجھیں، دنیا کی نظر سے اگر دیکھیں تو ان کو بھی یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جس مال کا بہترین مصرف بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رعایا کو، ملک کی آبادی کو تمہارے سپرد کیا تھا، ان کی ذمہ داریاں نہ نبھا کر، ان کے حقوق ادا نہ کر کے، ان کے تعلیمی اور دوسرے ترقیاتی مسائل پر توجہ نہ دے کر جو مالک کل ہے اس کی طرف سے ودیعت کردہ ذمہ داری کا حق ادا نہیں کیا۔ اس لحاظ سے وہ بھی جوابدہ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے احساس ذمہ داری کے ساتھ دعاؤں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ سب کو، ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

✿✿✿

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 جولائی 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ڈاکٹر عبد الشکور اسلم خان صاحب

(جرمنی - یوکے)

18 جولائی 2025ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت ظہور احمد خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کے بھتیجے تھے۔ مرحوم نے جرمنی میں نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور نائب امیر جماعت جرمنی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو حضور انور کی ہدایت پر بعض دوسرے ممالک البانیہ، آذربائیجان، آئس لینڈ اور سلوینیا میں تبلیغ کے لیے جانے اور Faroe Islands کی جماعت کے نیشنل صدر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم ایک تجربہ کار ہومیو پیتھی ڈاکٹر تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت کا بے لوث جذبہ رکھنے والے، ہمدرد، مخلص اور نیک انسان تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم قاصد احمد شاہد صاحب (مربی سلسلہ سپین) اور مکرم دانیال تصور احمد صاحب (مربی سلسلہ وکالت تعمیل و تنفیذ اسلام آباد۔ یوکے) کے نانا تھے۔ اسی طرح آپ کی دو نواسیاں بھی مربیان سے بیاہی ہوئی ہیں جن میں سے مکرم نبیل مرزا صاحب کو بطور مربی سلسلہ کینیڈا اور مکرم فرہاد احمد صاحب کو دفتر ITQA یوکے میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم چودھری غلام رسول باجوہ صاحب

ابن مکرم حامد علی صاحب

(چک 1/H ہانس ضلع ملتان)

21 مئی 2025ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ 1976ء میں سندھ سے اپنی زمین فروخت کر کے چک 1/H ہانس ضلع ملتان میں منتقل ہوئے تو وہاں باقاعدہ جماعت قائم کی اور پہلے صدر منتخب ہوئے اور لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ اپنی مجلس کے زعیم انصار اللہ بھی رہے۔ آپ نے اپنے گھر کے صحن میں ہی مسجد اور معلم ہاؤس تعمیر کروایا اور اپنی زمین سے قبرستان کے لیے بھی جگہ دی۔ مرحوم کی علاقے میں بہت پہچان تھی۔ غیر از جماعت لوگ بھی آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، غریب پرور، ہمدرد، ملنسار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندوں کی بروقت ادائیگی کو ہمیشہ یقینی بناتے۔ واقفین زندگی اور مرکز سے آنے والے مہمانوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم عباس باجوہ صاحب (کارکن مین گیٹ۔ اسلام آباد۔ یوکے) کے والد اور مکرم سرفراز باجوہ صاحب (مربی سلسلہ انٹرنیشنل ٹرانسلیشن اینڈ ریسرچ) کے دادا تھے۔

(2) مکرمہ سلیمہ اختر صاحبہ

اہلیہ چودھری عرفان احمد صاحب مرحوم

(گوٹھ مولوی عطا اللہ ضلع خیر پور سندھ)

3 مئی 2025ء کو 86 سال کی عمر میں نواب شاہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ گوٹھ جما پور ضلع خیر پور سندھ کے بانی مکرم چودھری جمال الدین صاحب کی پوتی تھیں اور آپ کے میاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی عطا اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحومہ نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، صدقہ وخیرات کرنے والی، ایک صاحب رؤیا، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 7 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم نعمان احمد صاحب (مربی سلسلہ یوکے) کی دادی تھیں۔

(3) مکرم دانیال احمد طاہر گھمن صاحب

ابن مکرم طاہر احمد گھمن صاحب

(Hanau۔ جرمنی)

14 مارچ 2025ء کو 27 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے۔ آپ مکرم چودھری فضل احمد صاحب درویش قادیان کے پوتے تھے۔ مرحوم کو تقریباً چار سال جامعہ احمدیہ جرمنی میں تعلیم حاصل کرنے کی بھی توفیق ملی مگر بعض قانونی رکاوٹوں اور ویزا کے مسائل کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ تعلق تھا۔ مرحوم نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، ہمدرد، دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنے والے، صفائی پسند، محنتی، منکسر المزاج، کم گو، اعلیٰ اخلاق کے مالک، ایک نیک اور مخلص نوجوان تھے۔ آپ جلسہ سالانہ اور اجتماعات پر مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ کو کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ مرحوم اپنے دادا اور پڑدادا کے حالات زندگی پر ایک کتاب بھی تیار کر رہے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین، دو بہنیں اور ایک بھائی شامل ہیں۔ آپ کے والد ناظم علاقہ انصار اللہ ہیں جبکہ ایک بہن اپنے حلقہ کی صدر لجنہ ہیں۔

(4) مکرم منیر احمد واہلہ صاحب

ابن مکرم محمد امین واہلہ صاحب (عمر کوٹ سندھ)

یکم اپریل 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، خلافت سے عقیدت کا گہرا تعلق رکھنے والے، سادہ مزاج، نیک اور مخلص انسان تھے۔ ناخواندہ ہونے کے باوجود اپنی اولاد کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ندیم احمد واہلہ صاحب معلم سلسلہ اور ایک پوتے مکرم حاشر احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ مرحوم موصی

تھے۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 4 بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم ناصر احمد واہلہ صاحب امیر ضلع عمر کوٹ کے بڑے بھائی تھے۔

(5) مکرمہ حانیہ احمد صاحبہ

اہلیہ مکرم صفوان خالد صاحب

28 / اپریل 2025ء کو 27 سال کی عمر میں دوسری بیٹی کی پیدائش کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے ربوہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرگودھا یونیورسٹی سے ماس کمیونیکیشن میں بی ایس آنرز مکمل کیا۔ آپ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دعا گو، نیک، باوفا اور مخلص خاتون تھیں۔ دینی علم میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیا اور لجنہ اماء اللہ کے کمپیوٹر سیکشن میں انچارج کے طور پر خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ آپ نے ایم ٹی اے میں بھی خدمت کی اور لجنہ سے متعلق ڈاکومنٹریز تیار کیں۔ وفات سے کچھ روز قبل آپ کے والد کی وفات ہوئی جس پر آپ نے بڑے صبر و ہمت کا نمونہ دکھایا۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ، والدہ، ایک بھائی، ایک بہن اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم حافظ واصف شہزاد بٹ صاحب

ابن مکرم ناصر احمد صاحب (ملائیشیا)

30 / جنوری 2025ء کو 23 سال کی عمر میں سمندر میں نہاتے ہوئے ڈوب کر بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم ذیلی تنظیم اور جماعتی کاموں اور نمازوں میں بڑے فعال تھے۔ تین سال جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ چندہ کی ادائیگی میں باقاعدہ اور جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی اور چار بہنیں شامل ہیں۔

(7) مکرم Owusu Malik Apenteng صاحب

ابن مکرم Malik Suleiman Apenteng صاحب

(گھانا)

6 / جون 2025ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم Sulaiman Apenteng صاحب پورے گاؤں کے معروف زمیندار تھے۔ انہوں نے مرحوم کی پیدائش سے قبل احمدیت قبول کی۔ مرحوم پیشے کے لحاظ سے ایک Chartered Accountant تھے اور انہوں نے Ghana Ports and Harbours Authority میں Senior Accountant کے طور پر خدمات انجام دیں۔ آپ نے Tema جماعت کے جنرل سیکرٹری اور صدر کے علاوہ نیشنل سطح پر سیکرٹری وقف جدید، سیکرٹری مال اور سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور اس طرح تقریباً 30 سال تک نیشنل عاملہ کے ممبر رہے۔ Tema مسجد کی تعمیر اور احمدیہ پرائمری سکول Tema کے قیام میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ رقیم پریس غانا کے پہلے بورڈ چیئرمین بھی رہے۔ آپ کی زندگی عاجزی، تقویٰ اور جماعت کے لیے اخلاص و وفا سے معمور تھی۔ 2004ء میں حضور انور کے دورہ گھانا کے انتظامات میں اہم کردار ادا کیا اور اس موقع پر غانا کے مرکزی وفد میں شامل ہو کر حضور انور کی معیت کی سعادت پائی۔ اس یادگار موقع کو ہمیشہ بڑے فخر اور محبت سے یاد کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم Ahmed Owusu Konadu صاحب سکاٹ لینڈ میں مقیم ہیں اور ایم ٹی اے افریقہ کے تحت غانا، نائیجیریا اور سیرالیون کے مینیجر اور PAAMA UK کے نائب صدر کے طور پر خدمت کر رہے ہیں۔

(8) مکرمہ ثناء کنول صاحبہ

بنت مکرم ثناء اللہ ججہ صاحب (ملائیشیا)

30 / مئی 2025ء کو 26 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ بچپن سے کمزور تھیں اور بیمار رہتی تھیں۔ خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی مخلص خاتون تھیں اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

(9) عزیزم ثاقب احمد اطہر

ابن مکرم چودھری اطہر محمود صاحب (کراچی)

24 / اپریل 2025ء کو دس سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عزیز تحریک وقف نو میں شامل تھا۔ بچپن سے ہی نیک، ذہین، فرمانبردار اور خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والا بچہ تھا۔ نمازوں کے ساتھ نوافل پڑھنے کا بھی اہتمام کرتا اور حضور انور کا خطبہ باقاعدگی سے سنتا تھا۔ پڑھائی میں کئی اعزازات بھی حاصل کیے۔ مرحوم کے دادا مکرم چودھری حبیب اللہ مظہر صاحب کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مرحوم کے والدین بھی ہمیشہ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ چار بڑی بہنیں شامل ہیں۔ عزیز مرحوم مکرم حسیب احمد صاحب مربی سلسلہ انچارج انگریزی ڈیسک فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کا بھتیجا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ہر احمدی کو عہد کرنا چاہئے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت مشن کو پورا کرنے کے لئے انتھک کوشش کرے گا

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں

مشرقی یورپ کے ملک کوسوو کے بارہویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کوسوو 2025ء کے موقع پر جو بصیرت افروز پیغام ارسال فرمایا تھا اس کا اُردو مفہوم قارئین بدر کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

پیارے احباب جماعت احمدیہ کوسوو،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ اپنا بارھواں جلسہ سالانہ 4 / مئی 2025ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب غیر معمولی برکات حاصل کرنے والے اور ہمارے مذہب اسلام اور ہمارے محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات کے متعلق اپنے علم و عرفان کو بڑھانے والے ہوں۔

یاد رکھیں کہ یہ کوئی عام دنیاوی تقریب یا میلہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 340، ایڈیشن 1989ء)

اس لیے آپ کو جلسہ کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنے تقویٰ یعنی راستبازی کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے اندر اللہ کا حقیقی خوف پیدا کریں۔ اپنے اندرون کو بہتر کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں اور اپنی اخلاقی حالت کو پاک کریں تاکہ آپ ان بلند معیاروں کو پاسکیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے کی ہے۔

یقیناً یہ جلسہ آپ کے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے میں اور بڑے پیمانے پر انسانیت کی ضروریات کی خدمت کرنے میں آپ کو ایک عمدہ مثال قائم کرنے والا بنانا چاہیے۔ آپ کو اپنے روزمرہ کے طرز عمل اور رویے میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اسلام کی خدمت کا شوق اور جذبہ پیدا کریں اور ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔

اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو مَیں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ اُن تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو...... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔''

(اشتہار 29 / مئی 1898ء، مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 434)

اس لیے ہر احمدی کو عہد کرنا چاہیے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت مشن کو پورا کرنے کے لیے انتھک کوشش کرے گا۔ (اس مشن میں) پہلی چیز تمام انسانیت کو ہمارے خالق، یعنی اس خدائے واحد کی پہچان کروانا اور اس کی عبادت کی طرف مائل کرنا ہے۔ دوسری چیز حقوق العباد ادا کرنا ہے تاکہ دنیا میں امن اور ہم آہنگی قائم ہو سکے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کریں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں نیز دیگر تقریبات اور مواقع پر میرے خطابات بھی سنیں۔ اس سے آپ خلافت کے ساتھ ایک مستقل تعلق برقرار رکھ سکیں گے اور آپ کے ایمان کو بھی تقویت ملے گی۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی ذمہ داریاں بھی یاد دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لیے ضروری کام ہے۔ تبلیغ کے لیے حکمت سے منصوبے بنائیں اور اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو کوسوو کے لوگوں تک پہنچانے کے مؤثر طریقے اور ذرائع بنانے چاہئیں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ کی زندگیوں میں مزید تقویٰ، حسن سلوک اور اسلام احمدیت و انسانیت کی خدمت کی طرف حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 4 جون 2025ء)

❁❁❁

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر12497: میں مبارکہ بیگم زوجہ مکرم نثار احمد بھٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن: بڈیڑا راجپوتاں تحصیل گھناری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش مستقل پتہ: دہری ریلوٹ تحصیل منجاکوٹ ضلع راجوی صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 18 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 10 ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت احمد　　الامۃ : مبارکہ بیگم　　گواہ : محمد رفیع

مسل نمبر12498: میں کوثر آرا زوجہ مکرم بشارت محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ ڈنگوہ ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2025 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالی ایک جوڑی، ایک عدد نوز پن کل وزن آدھا تولہ 22 کیریٹ۔ حق مہر 50000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : بھاگ محمد　　الامۃ : کوثر آرا　　گواہ : اجیت محمد

مسل نمبر12499: میں شمع پروین زوجہ مکرم انو خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن: ڈنگوہ تحصیل گھناری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی: ایک عدد گلے کا ہار، ایک جوڑی پائل (تمام زیورات آدھا تولہ) حق مہر 35000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی　　الامۃ : شمع پروین　　گواہ : عبدالکبیر

مسل نمبر12500: میں رافعہ خاتون زوجہ مکرم سمیر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 12 فروری 1989 تاریخ بیعت: 1998ء ساکن: ڈنگوہ خاص تحصیل گناری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد کوکا، ایک عدد چین، دو جوڑی ٹاپس، ایک جوڑی بالی، ایک عدد انگوٹھی (تمام زیورات دو تولہ 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل، دو عدد کڑے (تمام زیورات 2.5 تولہ) حق مہر 25000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی　　الامۃ : رافعہ خاتون　　گواہ : عبدالکبیر

مسل نمبر12501: میں عاصمہ کوثر زوجہ مکرم سلمان خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن: ڈنگوہ، تحصیل گھناری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالیاں 3 گرام 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل ایک گلے کی چین (تمام زیورات 2 تولہ) حق مہر 51000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اجیت محمد　　الامۃ : عاصمہ کوثر　　گواہ : عبدالکبیر

مسل نمبر12502: میں محمد انیک ولد مکرم محمد رفیع صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ برنوہ تحصیل اونہ ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 17 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی　　العبد : محمد انیک　　گواہ : محمد رفیع

مسل نمبر12503: میں مظفر احمد بھٹی ولد مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ پنجاور ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش مستقل پتہ: جماعت احمدیہ دہری ریلوٹ تحصیل منجاکوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 18 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 13000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شوکت علی　　العبد : مظفر احمد بھٹی　　گواہ : محمد رفیع

شادی کارڈ پر اسراف

’’شادی کارڈوں پر بھی بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے دعوت نامہ تو......ایک روپے میں بھی چھپ جاتا ہے یہاں (لنڈن یوکے) بھی بالکل معمولی سا پانچ سات پینس (PENS) میں چھپ جاتا ہے تو دعوت نامہ ہی بھیجنا ہے کوئی نمائش تو نہیں کرنی لیکن بلاوجہ مہنگے مہنگے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں کہ بڑا سستا چھپا ہے صرف پچاس روپے میں اب یہ صرف پچاس روپے جو ہیں اگر کارڈ پانچ سو کی تعداد میں چھپوائے گئے ہیں تو یہ پاکستان میں پچیس ہزار روپے بنتے ہیں اور پچیس ہزار روپے اگر کسی غریب کو شادی کے موقعہ پر ملیں تو وہ خوشی اور شکرانے کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 334)

(شعبہ رشتہ ناطہ نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

قادیان دارالامان میں واقفین و واقفات نو کا 27واں سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل قادیان کے واقفین و واقفاتِ نو کا 27واں سالانہ اجتماع ’’نماز دین کا ستون ہے‘‘ کے عنوان کے تحت مؤرخہ 23 تا 25 نومبر 2025ء قادیان میں منعقد ہوا۔

اجتماع کا آغاز نماز تہجد، خصوصی درس اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا سے ہوا۔ سرد موسم کے باوجود بڑی تعداد میں واقفین و واقفات نو والدین کے ساتھ شامل ہوئے۔ صبح 9 بجے مسجد اقصیٰ میں افتتاحی اجلاس زیر صدارت محترم ناظر صاحب تعلیم قادیان بمقام مسجد اقصیٰ منعقد ہوا۔

امسال 3 تا 21 سال کی عمر کے کل 640 واقفین و واقفات نو نے مختلف پروگراموں میں شرکت کی۔ اجتماع کے دوران واقفین و واقفات نو کو چھ مختلف گروپس میں تقسیم کر کے حسنِ قرأت، نظم خوانی، تقریر، کوئز، پیغام رسانی، کسوٹی، مضمون نویسی، ریسرچ سیشن، پرچۂ ذہانت، ترتیب سازی اور ورزشی مقابلہ جات منعقد کیے گئے۔ امسال گذشتہ سال کی نسبت کئی نئے علمی مقابلہ جات متعارف کروائے گئے جنہیں والدین اور بچوں نے بے حد پسند کیا اور شاملین نے بھرپور جوش وخروش سے حصہ لیا۔

24 نومبر کی شام مسجد اقصیٰ میں اجتماع کی تھیم ’’نماز دین کا ستون ہے‘‘ کے موضوع پر مذاکرہ اور اس کے بعد محترم ناظر صاحب تعلیم قایان اور محترم انچارج صاحب شعبہ وقف نو قادیان کی انتظامی و تربیتی رہنمائی پر مشتمل خصوصی نشست منعقد ہوئی۔

بچوں کی تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی غرض سے امسال احمدیہ گراؤنڈ میں ایک نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں تقریباً 80 واقفین و واقفات نو نے سائنسی و دینی نوعیت کے تحقیقی و تخلیقی پروجیکٹس پیش کیے جنہیں حاضرین نے بہت سراہا۔

اختتامی اجلاس 25 رنومبر کی شب محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا، جس میں سالانہ رپورٹ پیش کی گئی، اجتماع کے پروگرامز کی ویڈیو جھلکیاں دکھائی گئیں اور اجتماع کے مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادیان کے جملہ واقفین و واقفات نو کے علم و عرفان میں ترقی دے اور انہیں خلافتِ احمدیہ کا سچا معاون وسلطانِ نصیر بنائے۔ آمین۔

سلیق احمد نایک
سیکرٹری وقف نو قادیان

130 واں جلسہ سالانہ قادیان
26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ذکر خیر

محترم سیٹھ عبد الصمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

محترم سیٹھ عبد الصمد صاحب مرحوم کی وفات 12 مارچ 2025 بروز چہار شنبہ حیدر آباد میں رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ آپ کے والد محترم سیٹھ عبد الحی صاحب مرحوم یادگیر کے رہنے والے تھے اور آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ یادگیر میں گزارا۔ آپ کی پیدائش 26 جون 1943 کو ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت جی سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

آپ با اخلاق، با اثر اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے گیارہ سال امیر جماعت احمدیہ یادگیر کے طور پر خدمت کی۔ نایب امیر، قاضی سلسلہ اور جماعت احمدیہ تیماپور کے صدر جماعت کے طور پر بھی خدمت کا موقع ملا۔ آپ ایک بہترین داعی الی اللہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تحریک پر آپ نے ایک ٹیم بنائی، تبلیغ کے لئے دیہات تک جاتے، قیام کرتے، گاؤں والوں کو پیغام پہنچاتے، اور بہت سے لوگ احمدیت قبول کرتے۔ تبلیغی اخراجات آپ خود برداشت کرتے اور شمالی کرناٹک کی اکثر نئی جماعتوں کا قیام آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

آپ اچھے مقرر بھی تھے۔ 1992 میں یادگیر میں کشیدہ حالات کے دوران PEACE COMMITTEE کے ممبر بنائے گئے اور قومی یکجہتی کے جلسہ عام میں آپ کی تقریر نے حالات کو پر امن بنا دیا۔ 1989 میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر بھی آپ نے مخالفت کا حکمت سے مقابلہ کیا۔ تماپور میں شدید مخالفت کے دوران ایک احمدی شہید ہوئے اور دیگر پر مقدمات قائم ہوئے۔ آپ نے بھرپور پیروی کی اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔

آپ خوش اخلاق، غرباء کے ہمدرد، اور یتیم بچیوں کے مددگار تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خاندان سے محبت رکھتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحبؒ کی خدمت میں پیش پیش رہتے، خلفاء کرام کی تحریکات پر لبیک کہتے، اور واقفین زندگی کا خاص احترام کرتے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ جماعتی خدمات اور غرباء نوازی میں معروف ہیں۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب نایب امیر حیدر آباد ہیں اور مرکزی نمائندگان کا علاج مفت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شہباز صاحب بھی اس خدمت میں شامل ہیں۔ چھوٹے بیٹے محمد حسیب صاحب نہایت خوش اخلاق ہیں۔ بیٹی عالیہ جبیں صاحبہ لجنہ کی فعال ممبر ہیں۔ داماد محمد عظمت اللہ صاحب غوری صوبائی قائد، ضلع امیر اور امیر جماعت حیدر آباد رہ چکے ہیں۔ آپ کی بڑی بہو طیبہ رزاق صاحبہ صدر لجنہ رہیں اور چھوٹی بہو فوزیہ حسیب صاحبہ لجنہ کی فعال ممبر ہیں۔ آپ کے سات پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں، یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ محترم سیٹھ عبد الصمد صاحب کو اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے، درجات بلند کرے، اور گھر کے تمام افراد کو آپ کی نیکیوں پر قائم رکھے۔ آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

(خاکسار محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ میڈیکری کرناٹک)

کیا آپ ہر روز اِن دعاؤں کا وِرد کرتے ہیں؟

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے، اَے اللہ رحمتیں بھیج، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر ☆

......☆......☆......☆......

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَیْہِ

ترجمہ:: مَیں، اللہ سے جو میرا ربّ ہے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں ☆

......☆......☆......☆......

رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

ترجمہ:: اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے، پس اَے میرے ربّ مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 04 December - 2025 Issue. 49

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے منافقین کے جھوٹے عذرات اور قرآنِ کریم میں ایسے لوگوں کے بارے میں شدید ناراضگی کا اظہار

تین صحابہ کے ساتھ پچاس دن تک سخت آزمائش اور ان کی توبہ کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28 ؍نومبر 2025 بمقام مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ۔ یوکے

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تبوک کے سفر کی مزید تفصیلات جو ملتی ہیں وہ آج بیان کروں گا۔ گذشتہ خطبات میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ بعض منافقین نے غزوہ پر جانے سے انکار کیا تھا اور مختلف عذر بیان کئے تھے لیکن مدینہ تشریف آوری کے بعد بھی منافقین کے ساتھ نہ جانے پر عذر اور بہانوں کا ذکر ملتا ہے بلکہ قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ جب سفر سے مدینہ واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ چنانچہ آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مدینہ میں چاشت کے وقت داخل ہوئے اور پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نوافل سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہی تشریف فرما ہو گئے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ اسی طرح وہ لوگ جو اپنی کمزوریٔ ایمان اور نفاق کی وجہ سے ساتھ نہیں گئے تھے وہ بھی آنے لگے۔ خاص طور پر منافقین جن کی امیدیں تو خاک میں مل چکی تھیں وہ اب مزید شرمندگی اور ندامت سے بچنے کے لئے قسمیں کھانے لگے اور مختلف بہانے اور عذر پیش کرنے لگے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ یہ لوگ تقریباً اسّی تھے لیکن بعض روایات کے مطابق اس سے بھی زیادہ لوگ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے ظاہری عذر مان لئے اور ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کا اندرونہ اللہ کے سپرد کیا لیکن ان منافقین کا یہ جرم ناقابل معافی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی فرما دیا تھا کہ یہ ایسے ناپاک لوگ ہیں کہ خدا ان سے اب راضی نہیں ہوگا۔ جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا جیسا کہ اس سے ظاہر ہے۔ ان لوگوں کو فاسق قرار دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور قبر پر دعا کرنے سے منع فرما دیا اور یہ پابندی بھی لگا دی کہ آئندہ وہ کسی تحریک میں حصہ نہ لیں گے اور نہ ہی کسی جنگ میں شامل ہوں گے۔

جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے چار طرح کے لوگ تھے۔ وہ خوش نصیب افراد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کسی فرض کی ادائیگی کے لئے پیچھے رہے جیسے حضرت علی اور ابن ام مکتوم اور محمد بن مسلمہ وغیرہ۔ یہ نمبر ایک قسم ہے۔ دوسری طرح کے وہ لوگ ہیں جو معذور اور بیمار تھے کمزور تھے یہ بہت ہی نادار اور غریب تھے اور سواری وغیرہ کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ یہ حقیقی عذر رکھتے ہیں اس کے لئے اللہ نے ان کو معاف کر رکھا ہے۔ بلکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہر جگہ ہمارے ساتھ ساتھ ہی تھے۔ یعنی اللہ نے ان کو ہمارے اجر و ثواب میں بھی شامل فرمایا تھا۔ تیسرے منافق جن کے کردار کی سخت مذمت کی گئی ہے اور قرآن کریم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان سے ناراضگی اور سخت سزا اور وعید کا حکم نازل ہوا۔ چوتھے وہ لوگ تھے جو محض سستی کی وجہ سے شامل نہ ہوئے تھے اور پیچھے رہ گئے تھے۔ ان میں سے تین اصحاب خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور وہ ہیں حضرت کعب بن مالک حضرت مرارۃ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ۔

حضرت کعب بن مالک کہتے تھے کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ واپس آ رہے ہیں مجھے فکر ہوئی اور میں جھوٹی باتیں سوچنے لگا کہ کس بات سے کل آپ کی ناراضگی سے بچ جاؤں۔ بہانہ بناؤں اور اپنے گھر والوں میں ہر ایک اہل رائے سے میں نے اس بارے میں مشورہ لیا۔ جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے ہیں میرے دل سے سارے جھوٹے خیالات کافور ہو گئے اور میں نے سمجھ لیا کہ میں کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے ایسی بات سے بچنے کا نہیں جس میں جھوٹ ہو۔ اس لئے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ بیان کرنے کی ٹھان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ جب آپ کسی سفر سے آتے پہلے مسجد میں جاتے اس میں دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھ جاتے۔ جب آپ نے یہ کیا تو پیچھے رہے ہوئے لوگ آپ کے پاس آ گئے اور لگے آپ سے معذرتیں کرنے اور قسمیں کھانے اور ایسے لوگ اسّی سے کچھ اوپر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے ظاہری عذر مان لئے اور ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کا اندرونہ اللہ کے سپرد کیا۔ جب میں آپ کے پاس آیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ ناراض شخص کی طرح مسکرائے۔ مسکراہٹ تھی لیکن ناراضگی والی۔ پھر آپ نے فرمایا آگے آؤ۔ میں چل کر آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھے پوچھا کس بات نے تمہیں پیچھے رکھا ہے۔ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی۔ میں نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم میں ایسا ہوں کہ اگر آپ کے سوا دنیا کے لوگوں میں سے کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں ضرور ہی اس کی ناراضگی سے عذر کر کے بچ جاتا۔ مجھے خوش بیانی دی گئی ہے مگر اللہ کی قسم میں خوب سمجھ چکا ہوں۔ اگر میں نے آج آپ سے کوئی ایسی جھوٹی بات بیان کی جس سے آپ مجھ پر راضی ہو جائیں تو اللہ عنقریب مجھ پر آپ کو ناراض کر دے گا۔ اور اگر آپ سے سچی بات بیان کروں گا جس کی وجہ سے آپ مجھ پر ناراض ہوں تو میں اس میں اللہ کے عفو کی امید رکھتا ہوں۔

کہنے لگے کہ نہیں اللہ کی قسم میرے لئے کوئی عذر نہیں تھا اللہ کی قسم میں کبھی بھی ایسا تونمند اور آسودہ حال نہیں ہوا جتنا کہ اس وقت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اس نے تو سچ بیان کر دیا ہے۔ اٹھو! جاؤ! یہاں تک کہ اللہ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کرے۔ آپ نے فرمایا سچ تو بول دیا تم نے لیکن اب یہاں سے جاؤ اب اللہ تمہارے متعلق فیصلہ کرے گا کہ تمہارے سے کیا سلوک کرنا ہے۔ میں اٹھ کر چلا گیا اور بنوسلمٰی میں سے بعض لوگ بھی اٹھ کر میرے پیچھے ہو لئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اللہ کی قسم ہمیں علم نہیں کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو اور تم یہ بھی نہ کر سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بہانہ ہی بناتے جیسا کہ ان پیچھے رہنے والوں نے آپ کے سامنے بنائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے لئے مغفرت کی دعا کر دینا ہی تمہارے اس گناہ کو بخشانے کے لئے کافی تھا۔ اللہ کی قسم یہ لوگ مجھے ملامت ہی کرتے رہے یہانتک کہ میں نے بھی ارادہ کر لیا۔ کہتے ہیں میری نیت بدل گئی پھر کہ لوٹ جاؤں اور اپنے آپ کو جھٹلا دوں۔ کہ پہلے جو میں نے بات کی تھی غلط کی تھی بہانہ بنا لوں کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا ان ساتھیوں سے جو مجھے کہہ رہے تھے کہ جاؤ معافی مانگو۔ کوئی اور عذر پیش کر دو۔ کہتے ہیں میں نے پھر ان سے پوچھا کہ کیا کوئی میرے ساتھ اور بھی ہے جس نے آپ سے اس قسم کا اقرار کیا ہو یا سچی بات بیان کی ہو۔ انہوں نے کہا ہاں دو اور شخص ہیں انہوں نے بھی وہی کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان کو بھی وہی جواب ملا ہے جو تمہیں دیا گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہیں۔ کہنے لگے مرارۃ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔ انہوں نے مجھ سے ایسے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ ان دونوں میں میرے لئے نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا مجھ سے ذکر کیا تو میں چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ یعنی پھر میں واپس نہیں گیا بہانہ بنانے کے لئے بلکہ میں چلا گیا گھر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ہمارا مقاطعہ کروا دیا۔ لوگ ہم سے کترانے لگے گویا کہ ہم سے بالکل ناآشنا ہیں یہانتک کہ یہ زمین بھی مجھے اوپری نظر آنے لگی۔ وہ نہ تھی جس کو میں جانتا تھا۔ میرے جو ساتھی تھے وہ تو غمزدہ ہو ہو کر گھروں میں رہ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ کر رونے لگے اور میں ان لوگوں میں سے زیادہ جوان تھا اور ان لوگوں سے مصیبت کو زیادہ برداشت کرنے والا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت کعب بن مالک کو عیسائی بادشاہ کا خط ملا جس نے لالچ دیتے ہوئے آپ کو بلایا لیکن آپ نے اس کا خط جلتے تنور میں جھونک دیا۔ جب چالیس دن گزرے حضور نے ہمیں بیویوں سے الگ رہنے کا حکم دیا۔ جب مقاطعے کو پچاس دن گزر گئے اور میں صبح کو نماز فجر پڑھ چکا اور میں اس وقت اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر تھا اور میں اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے یعنی مجھ پر میری جان تنگ ہو چکی تھی اور مجھ پر زمین بھی باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو گئی تھی اس اثناء میں میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہا تھا اے کعب بن مالک تمہیں بشارت ہو۔ میں یہ سن کر سجدے میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ مصیبت دور ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ فجر کی نماز پڑھ چکے اعلان فرمایا کہ اللہ نے مہربانی کر کے ہماری غلطی کو معاف کر دیا ہے۔ اور حضرت کعب کہتے تھے اور ہم تینوں کا فیصلہ ان لوگوں کے فیصلہ سے زیادہ موخر رکھا گیا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر قبول کیا تھا جب انہوں نے آپ کے سامنے قسمیں کھائیں اور آپ نے ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے فیصلے کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ اللہ نے اس کے متعلق فیصلہ فرمایا سو وہ یہی بات ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ان تینوں پر بھی اس نے فضل کیا جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے اور جو پیچھے رکھے جانے کا اللہ نے اس میں ذکر کیا ہے وہ غزوے سے ہمارا پیچھے رہنا نہیں بلکہ اللہ کے فیصلے میں ہمیں ان لوگوں سے پیچھے رکھنا مراد ہے کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھائی تھیں اور آپ کے پاس معذرتیں کی تھیں اور آپ نے ان کی معذرت قبول کر لی تھی لیکن ہم نے سچ بولا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کا باقی حصہ جو حضرت مصلح موعود نے بیان فرمایا ہے اپنے انداز میں وہ انشاء اللہ آئندہ بیان کر دوں گا۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین مرحومین، حافظ محمد ابراہیم عابد صاحب مربی سلسلہ، شیخ ابوبکر جورج صاحب (معلم سلسلہ، لائبیریا) اور ثمینہ بھنوں صاحبہ (اہلیہ ڈاکٹر فضل محمود بھنوں صاحب) نواسی حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ کی نواسی کا ذکر خیر فرمایا۔

☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad